إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ، وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ

خلاصہ: قرآن عالمگیر قانون ہے یہ خبر بھی تم جان لو گے، وقت کو تو آنے دو!

سورۃ ص، آیت نمبر 88-87

پہلے

قرآن کو ذہنوں میں آنے دو!

پھر اس کی روشنی میں

روایات اور تاریخ پر غور کرو

سندھ ساگر اکیڈمی

امامی فقہوں کے عجوبے

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

منم غلام آفتاب وحدیث از آفتاب گویم

ان فقہ ساز اماموں کی عقل یا مسلم لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کا پتہ تو اس سے بھی لگ جاتا ہے کہ انہوں نے جو فقہ بنایا ہے کہ کسی نے اگر وضو کیا پھر اسکے پیٹ سے ہوا خارج ہوئی تو اسکا وضو ٹوٹ گیا یہ آدمی دوبارہ وضو کرے، جناب قارئین اماموں کے اس حکم کے تحت جب دوبارہ وضو کرنا ہے تو عجب بات یہ ہے کہ وضو کو توڑنے والی اس مخرج کو جہاں سے ہوا خارج ہوئی ہے اسے دھونے کے بغیر پھر انہیں اعضاء کو دوبارہ دھونا ہے جنکا کوئی قصور نہیں ہے اور وہ تو پہلے ہی دھلے ہوئے ہیں، یعنی "کرے کوئی اور بھرے کوئی"۔ ان اماموں نے اگر پیٹ سے خارج ہونے والی گیس کو پلیتی قرار دیا ہے تو پھر ان کپڑوں کو بھی دوبارہ دھونے کا حکم دیتے، جنکو گیس لگی ہے!! اسی طرح عقل سے تو یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اگر کسے وضو کے بعد پیشاب پائخانہ آجائے تو اسے مخصوص ملوث مقامات کو صاف کرنا ہے اور وضو کو دہرانے کی اسے بھی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وضو جن اعضا کو پاک وصاف کرنے کے لئے کیا گیا تھا ان پر تو کوئی گندگی نہیں آئی!!

ان فقہ ساز اماموں کی جانب سے امت مسلمہ کو اذیتوں میں حرج خرچ میں ڈالنے کے کئی مثالیں ہیں جن سب کا ذکر طویل ہو جائے گا، بس ان کی ایک اور فقہی جزئی خلاف قرآن اور خلاف عقل عرض کرتا ہوں، قرآن حکیم نے سورت نساء کی آیت نمبر 43 میں اور مائدہ کی

بقایا۔ ٹائیٹل پیج نمبر3

ان ھوالا ذکر للعالمین ولتعلمن نبأہ بعد حین

خلاصہ: قرآن عالمگیر قانون ہے، یہ خبر بھی تم جان لوگے وقت تو آنے دو۔

(38-87-88)

پہلے

قرآن کو ذہنوں میں آنے دو!

پھر اس کی روشنی میں

روایات اور تاریخ پر غور کرو

از قلم: عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی

پتہ۔ پی، او، ولیج خیر محمد بوہیو براستہ نوشہرو فیروز سندھ

ماہ وسال اشاعت: 03-2012 قیمت: 100روپیہ

فہرست

انتساب

یہ کتاب میں سندھ کے مشہور افسانہ نگار، کہانی کار، ڈرامہ نویس بین الاقوامی انعام یافتہ ساکن کوٹڑی ضلع جامشورہ سندھ جناب

علی بابا

کے نام سے منسوب کرتا ہوں۔

سن 1972ع میں جب جی۔ ایم سید نے سندھ کا دورہ کیا تو واپسی کے وقت سکھر سے ان کے گاؤں سن کی طرف راستہ کے جلسوں میں شریک ہونے کے لئے میں اس کے قافلہ میں شریک ہوا، ایک رات رئیس حاجی عطا محمد صاحب لنڈ سابق ایم۔ پی۔ اے کے پاس سیٹھار جا کے قریب قافلہ رہائش پذیر ہوا، رات کو میری چار پائی کے قریب علی بابا کی چار پائی تھی، اس نے مجھے بڑے رازدارانہ طریقے سے آہستگی سے کہا کہ آپ مہربانی کر کے ایک کام کریں، میں نے کہا کہ فرمائیں کہ کیا کام کروں؟ تو اس نے کہا کہ سندھ کی آزادی کے لئے اور سندھو دیش بنانے کے لئے دو چار حدیثیں بنا کر دیں! تو میں نے اسے جواب میں کہا کہ حدیث تو قول رسول کو کہا جاتا ہے، یہ علم کسی کے بنانے سے نہیں بنتا، اس نے جواب میں کہا کہ اتنا تو میں بھی جانتا ہوں، آپ کو خبر ہے کہ میں افسانہ نویس ادیب ہوں موجودہ ذخیرہ احادیث بھی بجائے رسول اللہ کے مجھے کئی اور سارے راوی لوگوں کا بنایا ہوا لگتا ہے، سو اگر آپ بھی ان کی طرح دو چار حدیثیں سندھ کی آزادی کے لئے بنا دینگے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ بہر حال میں نے یہ کام علی بابا کے کہنے پر نہیں کیا۔

عزیز اللہ بوہیو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

قرآنی نظریہ حیات والا انقلاب کون لائے گا؟

اللہ عزوجل نے انسانی تاریخ یا اسکی مزاجی سرشت کچھ اس طرح کی سنائی ہے کہ: وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (22-52) خلاصہ ہم نے تجھ سے پہلے جب بھی کوئی رسول اور نبی بھیجا، اور اس نے حسب خواہش اللہ کا پیغام لوگوں کو پہنچایا تو اسکے چلے جانے کے بعد اس کی میراث علمی میں شیطان صفت لوگوں نے اس کی خواہش والے علمی ورثہ میں ملاوٹ کر ڈالی، پھر ایسی ماجرا کے بعد رب تعالی کسی دوسرے رسول کے ذریعے پہلے وحی والے علم میں سے ملاوٹ کو دور کر کے اپنے اصل قوانین کو پھر سے مضبوط اور محکم کرتا ہوا آیا ہے اللہ علیم اور حکمت والا ہے۔

محترم قارئین! اس آیت کریمہ سے آپنے انسانوں کی تخریبی ذہنیت کا اندازہ لگالیا ہو گا کہ انسان کتنا تو بقول قرآن ظلوم اور کفار ہے، نیز اکثر شئ جدلا یعنی اکثر و بیشتر جھگڑالو

ہے، قرآن حکیم نے بجاطور پر اسکا تعارف جو آیت کریمہ (52-22) میں ابھی آپنے ملاحظہ فرمایا اسکے مطابق اس کی خیانتیں آج تلک جاری ہیں جو اس میں پیدائش کے شروع میں تھیں،

جناب قارئین! اس انسان کی مذکور جبلت جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کے بعد سے بھی بعینہ پہلے کی طرح رواں دواں ہے اسی حیوان ناطق انسان نے اللہ کی آخری اور خاتم الکتب قرآن حکیم کے اندر بھی اپنے شیطانی القائات کی آمیزش کے لئے بڑے جتن اور حیلے کئے ہیں، یہ اور بات ہے کہ قرآن حکیم کے متن، نص اور ٹکسٹ کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ میں لے رکھی ہے اسلئے شیطان صفت دشمنان قرآن کی دال نہیں گل رہی، اسکے باوجود آیت (52-22) میں نشان زد کئے ہوئے قسم کے لوگوں نے مفاہیم قرآن میں معنوی روڑے اٹکانے کیلئے جناب رسول علیہ السلام کے اسم گرامی کی طرف منسوب مخالف قرآن علم روایات ایجاذ کیا ہے پھر ان روایات اور حدیثوں کے ذریعے معنوی تحریفات کا کھاتا کھولا ہے، ان کے اس منصوبہ میں جھنگل کی حویلیوں کے سرپرست عالمی طاغوتی طاقتیں شروع اسلام والے زمانہ سے قدم قدم پر انکی معاونت کرتی ہوئی آرہی ہیں جس طرح اللہ نے فرمایا کہ ہر پہلے نبی کی تعلیمات میں شیطانی عناصر نے جو ملاوٹیں کی تھیں انہیں مٹانے کیلئے بعد میں آنیوالے نبی کی تعلیمات میں انکی درستی کی جاتی رہی ہے، مثلاً نوحؑ کے بعد ابراہیمیؑ رسالت کی تحریک نے بیچ والی علمی خیانتوں کو آکر رفع دفع کیا، ابراہیمؑ کے بعد موسیٰؑ، پھر اسکے بعد عیسیٰؑ، پھر اسکے بعد جناب خاتم الرسل علیہ السلام کی کتاب خاتم الکتب قرآن حکیم کے ذریعے درمیانی عرصہ کی علمی خیانتوں کو رفع دفع کیا گیا ہے، اب جو قرآن کی حفاظت کا دائمی طور پر اللہ نے ذمہ لیا ہوا ہے تو یقین سے ماضی کی طرح قرآن کے

خلاف شیطان صفت فرقوں نے قرآنی ہدایات کے خلاف بھی معنوی تحریفات کا بڑے پیمانے پر طوفان سر پر اٹھایا ہوا ہے۔

جناب قارئین! جیسے کہ جناب نوح علیہ السلام سے لیکر خاتم الانبیاء علیہ السلام تک کی جملہ کتابوں اور انکی تعلیمات کا موضوع ایک تھا(163-4) اور یہ بھی کہ: لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى (15-20) یعنی ہر متنفس کو اسکی محنت کا پورا پورا بدلہ دیا جائے یعنی استحصال اور لوٹ کھسوٹ بند، اور ہر فرد بنی بشر کی شخصی انفرادی آزاد شخصیت کو بحال رکھا جائے اور اسکی آزادی کا احترام کیا جائے یعنی کسی بھی بنی بشر مرد خواہ عورت کو غلام بنانا بند کیا جائے(157-7) (164-6)۔

محترم قارئین! آپ اگر مخالفین علم وحی مثلاً علم الاحادیث اور امامی فقہوں والے جملہ فرقوں کی تعلیمات اور انکے علمی نصابوں کو پڑھ کر دیکھیں گے تو ان سب میں غلامی اور غلام سازی کا جواز ملے گا یعنی محنت کے استحصال اور دولت کمانے کا قانون ازروء علم قرآن کہ: وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (39-53) یعنی انسان صرف اتنے حصہ کا حقدار ہے جتنا وہ کمائے گا، ان بنیادی قوانین کو امامی علم روایات اور فقہوں میں رد کیا گیا ہے ان دشمنان علم وحی نے غلام کلاس کو قائم رکھنے کیلئے اپنے کئی سارے امام بھی لونڈیوں کی اولاد سے مشہور کردئے ہیں، جبکہ اللہ نے جناب رسالتمآب علیہ السلام کی قائم کردہ حکومت کے دنوں میں ہی سرکاری طور پر غلامی کا کلاس ختم کروادیا تھا پڑھ کر دیکھیں(33-24) (67-8)۔

محترم قارئین! استحصالی لٹیروں نے علم وحی کی عطا کردہ انسانی برابری والی کلاس لیس سوسائٹی (71-16) (10-41) کو ازل سے تاہنوز تاراج کیا ہے، جس کے لئے نسلی تفوق، خاندانی موروثی فضیلتوں کے جھوٹے فلسفہ آل کو انسانیت کے ماتھے پر مارنے کے لئے

الائمة من قریش جیسی خلاف قرآن حدیثیں گھڑی ہیں، ایسی حدیثوں سے فقہ سازی پر امام کہلانے والوں نے انسانوں کے مابین رشتہ ازدواجیت کیلئے جو شرطیں قرآن حکیم نے آیت کریمہ (3-24) میں بیان فرمائی ہیں انکو انہوں نے توڑا ہے وہ یہ کہ کردار اور نظریہ کے بنیادوں پر نکاحوں کے رشتے کئے جائیں، بد کردار مرد یا عورت ایک دوسرے سے نکاح کریں، اور انقلابی باکردار مرد اور عورت ایک دوسرے سے نکاح کریں، بدکردار اور بد نظریہ والے مرد اور عورت، انقلابی مؤمن اور باکردار مرد اور عورت کے ساتھ بیاہے نہ جائیں۔ تو قرآن کی اس تعلیم کو تاراج کر کے فقہیں بنانے والوں نے نکاح کیلئے کفو یعنی برابری کا جو قانون بنایا ہے وہ سارا نسلی مت بھید کا بدبودار پلندہ ہے۔

محترم قارئین! فقہی جزئیات اور امامی روایات کو پرکھنا ہو تو پہلے قرآن کو میدان علم میں لاؤ، پھر دیکھو گے کہ یہ فقہ ساز امامی گینگ اور انکا روایاتی علم کتنا تو انسان دشمن ثابت ہوتا ہے، قرآن مخالف امامی کھیپ کے فقہ سازوں اور قانون سازوں نے رشتہ ازدواجیت کے نکاح کیلئے جو قانون کفو یعنی مرتبہ میں ازروء نسل، نسب اور پیشہ کے برابر ہونے کی شرطیں لکھی ہیں، وہ سب کی سب انکی خلاف قرآن انسانی اجتماع میں کلاسیفکیشن اور تفریق ڈالنے کی سازش ہے۔

قرآن نے تو جملہ بنی بشر کے آپس میں ایک ہونے کا اعلان کیا کہ: وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا (54-25) یعنی اللہ نے سارے انسانوں کو نطفہ سے پیدا کر کے پھر انہیں رشتوں کے ذریعے پھیلانے کیلئے ددھیالی ننھیالی لائینوں کے ساتھ ساتھ پہلے سے غیر رشتہ دار کو سسر بنا کر نئے رشتوں کے روٹ کو بھی روا

رکھا، اس آیت کریمہ میں لفظ "صہر" یعنی کسی بھی غیر ددھیالی خاندان والوں کو سسرال بنانے کی قرآن نے پرمنٹ دیکر نسبی ددھیالی کفو والی پابندی کو رد کر دیا۔

جناب قارئین! علم روایات گھڑنے والوں کا یہ نسلی اور خاندانی تقدس اور کفو کا چکر یہ سب حیلے ہیں انسانوں کو انسانوں کا غلام بنانے کے، اور انسانوں کی محنت کا استحصال کرنے کے۔

اس طرح کا خلاف قرآن علم بنانے والے شیطان قسم کے لوگ (52-22) انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد انکے پہنچائے ہوئے علم وحی میں اپنی ملاوٹ کے ذریعے بگاڑ پیدا کرتے تھے، سو جناب خاتم الرسل کے ذریعے سے ملی ہوئی کتاب قرآن کی تعلیمات میں انکے وہی بگاڑ والے القاء آج تک بنام خلاف قرآن احادیث اور امامی فقہوں کی شکل میں جاری ہیں۔ جن کا واحد علاج یہ ہے جو اللہ عزوجل نے اپنے رسول کو بتایا کہ: نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ (45-50) خلاصہ: انکے حق کے جھٹلانے والے مقالوں کو ہم خوب جانتے ہیں، آپ صرف انکو قرآن سے قوانین اور نصیحتیں دیا کریں جنھیں خوف خدا ہو۔ یعنی رب تعالی فرماتا ہے کہ: فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ یعنی اے مخاطب قرآن! آپ اپنے پروگرام پر جمے رہیں، انکی خلاف قرآن قیل و قال کی پرواہ نہ کریں، ایک وقت آنیوالا ہے: يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ الیکٹرانک میڈیائی دور میں آپکی ویب سائیٹ بھی آنی چاہیے۔

محترم قارئین! صدیوں سے لیکر بلکہ ایک ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ سے مسلم امت کے تعلیمی اداروں میں دین سیکھنے کیلئے قرآن حکیم سے مسائل حیات اخذ کرنے اور سیکھنے پر بندش ہے، امت مسلمہ کی مذہبی پیشوائیت قرآن حکیم کی مکمل دشمن ہے بلکہ ساتھ

ساتھ قرآن سے عناد بھی رکھتی ہے میرے اس الزام کو اگر کوئی غلط قرار دیتا ہو تو وہ جاکر مفتیان اسلام سے قرآن حکیم کی آیت کریمہ (24-33) سے وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللهِ الَّذِي آتَاكُمْ (24-33) کا تفصیل معلوم کرے۔

جناب قارئین! اس آیت کریمہ میں زمانہ نزول قرآن میں جناب رسول علیہ السلام نے جو قرآنک انقلابی حکومت قائم کر رکھی تھی۔ اسے رب تعالی حکم دے رہے ہیں کہ آپ کے معاشرہ میں اسلام کے آنے سے پہلے والے دور کے غلام لوگ اگر آزاد رہنے کی پرمٹ لینا چاہیں تو فوراً انہیں آزاد ہو کر رہنے کا تحریری پروانہ جاری کریں۔ اور سرکاری خزانہ سے انہیں معقول رقم بھی دیں جس سے وہ اپنی خود کفالت کر سکیں۔ صرف اس چیز کا خیال رکھنا ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر خود کو سنبھالے رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں یا نہیں، اسلئے کہ اگر وہ سماجیاتی معاشرتی شعور سے عاری ہونگے تو حکومت کی طرف سے انہیں ملی ہوئی رقم کو وہ ضائع کر دینگے۔ ایسے آدمیوں کو خالی آزادی نہیں دینی بلکہ انہیں تو آپنے آزاد کرنے کے ساتھ سرکاری خزانہ سے معقول رقم بھی دینی ہے جس سے وہ معاشرتی خود کفالت بھی حاصل کر سکیں، تو جس کسی کو مالی مدد بھی کرنی ہے اس کے لئے شرط ہے کہ وہ مال کے صحیح استعمال کی بھی صلاحیت رکھتا ہو (4-6-5)

جناب قارئین! یہ ہے خلاصہ آیت کریمہ (24-33) کے ایک حصہ کا، لیکن قرآن حکیم کے اس موقف کو کوئی حنفی حنبلی جعفری مالکی شافعی یا کوئی اور فقہ ساز امام قبول نہیں کرتا، تسلیم نہیں کرتا، سب امام متفقہ طور پر یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ لکھت مانگنے والے غلام کو آزاد کرتے وقت اسے پیسے دینے کے بجاء الٹا اس سے لیتے ہیں، ان سب اماموں نے

اس فقہی شکل کو مکاتبت کے نام سے مشہور کیا ہوا ہے۔ اور اس مسئلہ کو امامی گروہ والے وقت کی حکومت کے بجاء غلام اور اسکے آقا سے منسلک انفرادی اور شخصی قرار دیتے ہیں نیز ان سب اماموں کے ذہن میں جیسے کہ اسلامی حکومت کا قرآنی قوانین سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

امامی علوم کی طرف سے اس مسئلہ میں قرآنی نقطہ نظر سے انحراف کے پسمنظر کی طرف میں قارئین کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں جو یہ ہے کہ امامی دانشور چونکہ اپنے زمانہ کے بادشاہوں اور جاگیرداروں کی طرف سے قرآنی فلسفہ حیات کو مسخ کرنے کے لئے مأمور تھے اس لئے غلامی کے خاتمہ میں قرآنی موقف سے جو امامی فقہوں کا ٹکراء ابھی آپنے ملاحظہ فرمایا یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ امام لوگ کن کی نمائندگی کر رہے ہیں؟!!۔ پہلے تو قرآن حکیم نے غلام سازی کے بنیاد لڑائیوں میں جنگی قیدی بنانے پر اپنے رسول کے اوپر بندش ڈالی (8-67) دوسرے نمبر پر جنگی ضرورت پر کبھی دشمن کو دوران جنگ قید کرنا بھی لازمی ہوتا ہے تو اس ضرورت کو بھی قرآن حکیم نے وقتی طور پر تسلیم کرتے ہوئے فرمایا کہ آگے کو جب اور جیسے ہی جنگی ماحول ختم ہو جائے تو فوراً ان قیدیوں کو جرمانہ لینے سے یا مفت میں آزاد کیا جائے (4-47) اب قرآن حکیم کی ان دونوں آیات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن ان جنگی قیدیوں کو انسانوں کا یعنی فاتح قوم اور ملک کے شہریوں یا فوجیوں کا غلام بنانا تسلیم نہیں کرتا، ان قیدیوں کے متعلق جو قرآن نے فاتح حکومت کو ہدایت فرمائی کہ انکو جرمانہ لیکر یا مفت میں آزاد کیا جائے (4-47) لیکن یہ بات ہوئی اسلام کے آنے کے بعد والے قیدیوں کی اور جو آپ نے قرآن کی آیت (24-33) سے بات سمجھی اس سے ثابت ہوا کہ اسلام کے آنے سے پہلے کے قیدی جو غلام بنا کر معاشرہ میں لوگوں کی ذاتی

ملکیت میں دئے گئے تھے اب انکے متعلق بھی قرآن حکیم انقلابی حکومت کو حکم دے رہا ہے کہ انکے باصلاحیت آزادی مانگنے والوں کو سرکاری بجٹ سے معقول رقم دیکر آزاد رہنے کا پروانہ دیا جائے۔ سو امام لوگوں نے اپنی فقہی دفتروں میں اس قرآنی موقف کو تسلیم نہیں کیا، ایک تو اماموں کی ذہنیت انکے اس رجحان اور فیصلہ سے کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ انکو معاشروں کے اندر غلامی کو باقی رکھنا ہے، دوسرا یہ کہ یہ امامی لشکر والے غلامی کے خاتمہ کو ریاست کا اور اسٹیٹ کا اجتماعی مسئلہ نہیں قبول کرتے، تیسرا یہ کہ امام لوگ انقلابی معاشروں کے لئے قرآن حکیم کو حاکم کتاب اور حکمرانی کے قانون والا کتاب (105-4) تسلیم نہیں کرتے، اس سے فقہ ساز اماموں کی ذہنیت اور ذمہ داری یہ معلوم ہوتی ہے اور ثابت ہوتی ہے کہ یہ لوگ نظریاتی طور پر زمانہ کی جاگیرداریت اور بادشاہت کے مامور اور مقرر کردہ تھے، قوانین قرآنی اور احکام ربی سے انکا کوئی سروکار نہیں تھا، اس لئے میں اس کتاب کا نام بھی یہ تجویز کرتا ہوں کہ "پہلے قرآن کو ذہنوں میں آنے دو اس کے بعد روایات اور تاریخ پر غور کرو" پھر قرآن مخالف مافیا کے علوم روایات اور ان سے بنائے ہوئے فقہ اور تاریخ کا پتہ لگ جائے گا کہ یہ خلاف قرآن علوم روایات ایجاد کرنے والے امامی لوگ کون ہیں؟ اور قرآنی فلسفہ انقلاب کے مخالفین یہ جبہ پوش کون لوگ ہیں؟

میں ان امامی تحریک والوں کی علمی اور فرقہ جاتی باقیات کا عالم اسلام کے اوپر آج فی الوقت غلبہ اور کنٹرول قبول کرتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں کہ انہوں نے قرآنی افکار و نظریات کو معاشروں کے اندر رائج ہونے میں شکست دی ہوئی ہے، پوری امت مسلمہ کے ممالک میں دین اسلام کو سیکھنے اور سمجھنے کے لئے کسی بھی یونیورسٹی اور درسگاہ میں قرآن سے دین کو نہیں سمجھا جارہا، ہر جگہ ہر ملک میں امامی علوم کا غلبہ ہے، اماموں کے پیروکار مولویوں

پہلے قرآن کو ذہنوں میں آنے دو

کا غلبہ ہے۔ مسلم امت اپنی مذہبی قیادت کی خانقاہوں کے سجادہ نشینوں کی چرنوں تلے دبی ہوئی ہے، اللہ کو تو بڑی طاقت ہے وہ شاید قرآن کی نشاۃ ثانیہ کے لئے چی گویرا اور مارکس کے ملکوں سے خدائی خدمتگار پیدا کرے، اس لئے کہ انکا "لا الہ" کے فلسفہ پر تو پہلے ہی ایمان اور یقین ہے اب انکے لئے فقط "الا اللہ" کا اسٹیج سامنے ہے، جب کہ ان کے مقابلہ میں مسلم امت والے لوگ قدم قدم پر پوجا گھر بنا کر ان میں گم ہیں، یعنی لا الہ کے مرحلہ کو ہی مسلم امت نے اب تک نہیں سمجھا تو یہ اصل مقصود "الا اللہ" کو کب پہنچینگے۔ جس سے ارض و سما شمس و قمر اور ستاروں پر کمندیں ڈالنے والے قرآنی علم تسخیر کائنات کے اصل ہدف کے لئے کمربندھ سکیں، آج استحصالی سرمایہ دار لوگ سائنسی ہنر سے دھرتی کے اندر خزانوں سے بھرپور ذخیروں والی اقوام کو بغیر فوجوں اور لشکر کشی کے ڈرون ٹکنالاجی سے بٹن دبا کر انہیں ہلاک کر رہے ہیں اور ان زیر زمین خزانوں کی وارث اقوام کو انکی مذہبی پیشوائیت جوابی کارروائی کے طور پر نماز فجر کی دوسری رکعت میں روایات والی قنوت نازلہ نامی دعا پڑھکر دشمن کو شکست دینے کے گر بتا رہی ہے۔

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ۔

(مقدمہ کی عبارت ختم)

تاریخ کا تجزیہ

میں نے اس کتاب میں کوشش کی ہے کہ قرآن حکیم کے دائمی اور ابدی رہنمائی والے اصولوں کی رہنمائی اور روشنی میں مسلم تاریخ کے کئی سارے مشہور اور من گھڑت واقعات کی اصل تصویر دکھاؤں، میرا یہ کتاب اپنے اس عنوان اور طرز کی مکمل تفصیل تو ہرگز نہیں ہے البتہ اس موضوع پر ریسرچ اسکالروں کو علم تاریخ کے مظالم سے اور نہایت واہی اکاذیب سے کوچہ علم کو پاک وصاف رکھنے کی دعوت ہے، اور ایک قسم کی طرح ہے۔

مسلم تاریخ یا اسلامی تاریخ پر میرا الزام ہے کہ اسکی ترتیب و تدوین میں غیر جانبدارانہ انداز سے قطعا کام نہیں لیا گیا، اسلامی تاریخ سلطانی جبر و مکر کا ایک مکروہ چہرہ ہے جس نے اپنے ماخذات کی طرح امت مسلمہ کو مستقبل میں آٹومیٹک حساب سے فرقوں میں بانٹنے اور انہیں آپس میں کشت وخون کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جسکی وجہ سے امت مسلمہ صدیوں سے فرقہ جاتی مساجد اور اور قرآن مخالف مولویوں کے نرغہ میں ہے۔

قرآن حکیم جو بنیادی طور پر ھدی للناس (2-185) کتاب ہے اسکیلئے یہ تو نہیں کہا جائیگا کہ یہ کسی خاص موضوع اور سبجیکٹ کی کتاب ہے بلکہ اسے یوں سمجھا جائیگا کہ قرآنی علوم سے انسان کو جملہ شعبہائے زندگی کے علوم کیلئے رہنمائی ملتی ہے، دشمنان قرآن نے جو بڑے دو کام کئے ہیں ایک یہ کہ قرآن حکیم کی نظم کائنات کے لئے جامع اصطلاحات

والے الفاظ کی معانی میں ہیر پھیر کی ہے دوسرے نمبر پر قوانین واحکام قرآن کی عمومیت اور جامعیت کو بذریعہ روایات اور من گھڑت واقعات ایجاد کرکے پھر انہیں احکامات قرآن کے شان نزول کا درجہ دیکر مفاہیم آیات اللہ کے عموم کو ان میں مقید کرنے کا حربہ اختیار کیا ہے۔ انکی ان شر انگیزیوں کا توڑ قرآن حکیم نے اپنے فن تصریف آیات میں رکھا ہے، جسطرح کہ میرا یہ مضمون علم تاریخ کے جعلی اور من گھڑت ہونے کا پسمنظر کھولے گا بالخصوص جن تاریخی زٹلیات کا مأخذ جعلی اور من گھڑت علم الاحادیث کو بنایا گیا ہے، اس سے قارئین حضرات کو پھر خود فیصلہ کرنا ہوگا کہ مارکیٹ میں موجود علوم روایات و تاریخ کی قرآن کی روشنی میں سچائی کیا ہے اور کتنی ہے؟۔

ان علوم کے پاسبان اور ورثا نے یہ مغالطہ اور التباس مشہور کیا ہوا ہے کہ قرآن صرف ان علوم اور باتوں کے بارے میں کوئی عندیہ دے سکتا ہے جو اسکے نزول سے پہلے یا دوران نزول کے زمانہ کے واقعات ہوں، لیکن بعد والے واقعات پر قرآن کوئی بھی رہنمائی نہیں دے سکتا سو میں پہلے یہاں ان خیانت کرنے والے روایت ساز گروہ کی بھی قلعی کھولوں گا کہ یہ لوگ نزول قرآن سے پہلے والے اور دوران نزول والے واقعات پر قرآن حکیم کی اطلاعات کی کتنی پاس خاطری کرتے ہیں؟ یعنی معترض لوگ تاریخ کے نزول قرآن سے پہلے اور دوران نزول کے واقعات پر قرآن کی باقائدہ واضح ہدایات پر بھی عمل نہیں کرے سو اسکے بعد والے واقعات کے لئے آپ قرآنی اصولوں کی روشنی میں غور فرمائیں پھر دیکھیں کہ کسطرح دودھ کا دودھ پانی کا پانی نظر آتا ہے۔

محترم قارئین! آپ میں سے اہل مطالعہ لوگ ان روایات سے تو بخوبی آگاہ ہونگے جو حدیث ساز لوگوں نے شاہ حبش کے یمن میں وائسراء ابرہہ کے کعبۃ اللہ کو مسمار کرنے

کیلئے حملہ سے متعلق لکھی ہیں، اللہ عزوجل نے قرآن حکیم کی سورۃ الفیل میں اس تاریخی واقعہ کو تو یوں بیان فرمایا ہے کہ اے میرے رسول کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے کیا تو لشکر فیل والوں کے ساتھ حشر کیا جو انکا منصوبہ خاک میں ملادیا، (وہ اسطرح کہ) انپر جو ہم نے آزادی پسند (طیر نامی) لڑاکو نوجوانوں پر مشتمل اونٹ سواروں کا جتھا بھیجا تھا اور خود آپ بھی انکے ساتھ شامل ہو کر انپر سخت پتھروں سے سنگ باری کر رہے تھے جس سے حملہ آوروں کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا"۔

محترم قارئین! ابابیل جمع ابل کی ہے یہ جمع منتہی الجموع کے قسم سے ہے، ابل لفظ کی قرآنی لغت کے حوالہ سے طئہ شدہ معنی اونٹ ہے (6-144) (17-88) قرآن حکیم میں معنوی تحریف کرنے والے روایت باز لوگ کتنے تو ہنر مند اور ظالم ہیں جنہوں نے کراماتی شعبدوں سے علم و عقل کے دشمن امت مرحومہ و امت حاشیہ کے مولویوں سے اونٹ کو چڑیا کی معنی میں منوادیا ہے۔

جناب قارئین! جناب خاتم الرسل کو دی ہوئی کتاب قرآن جسکے متن کی حفاظت کا کام اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے (15-9) اسنے اگلے انبیاء کی کتابوں میں جن لفظی تحریفات کرنے والوں کا ذکر فرمایا ہے (22-52) یہ اونٹ کو چڑیا کی معنی میں بذریعہ کراماتی روایات منوانے والے حدیث ساز لوگ بھی ان لوگوں کا تسلسل ہیں۔

جناب قارئین! دیکھا آپنے کہ قرآن حکیم نے نزول قرآن سے پہلے دور کی جنگ کا ایک تاریخی واقعہ سنایا اور اس جنگ میں جناب رسول علیہ السلام کو نبوت ملنے سے پہلے آزادی پسند اور شریک جنگ ہو کر دشمنوں پر سنگ باری کرنے والا بھی کہا ہے۔ جو قرآن کے لفظ ترمیھم واحد مذکر مخاطب کی دوسری کوئی اور معنی ہو ہی نہیں سکتی، اس میں جناب رسول کو

جنگ میں نشانہ باز سنگ باری کرنے والا بھی کہا ہے، اسکے باوجود حدیثیں بنانے والوں نے سرے سے جناب رسول کے اس لڑائی کے دنوں میں متولد ہونے کا بھی انکار کیا ہے۔ سو برابر جو لوگ اونٹوں کے گلہ کی معنی امت والوں سے چڑیوں کا جھنڈ منوا سکتے ہیں پھر وہ تو معجزہ پسند کرامات پسند لوگوں سے پیدا شدہ نوجوان آزادی پسند نشانہ باز لڑائی میں عملاً شریک کو خلاف شہادت قرآن غیر پیدا شدہ اس وقت ماں کے پیٹ میں موجود بھی منوا سکتے ہیں، اور قرآن حکیم کی اس سورت مبارکہ میں جو لفظ حجارۃ کہا گیا ہے جو جمع ہے حجر کا جسکی معنی، پتھر کے ہیں وہ اور نہیں تو بھی اپنے ضخامت اور وزن میں اتنا تو ضرور ہونا چاہیے جو اسکی چوٹ سے دشمن اگر مرے نا بھی تو کم سے کم لہولہان تو ہو جائے اور وہ پتھر وزن میں بھی کم سے کم تین پاؤ یا ایک کلو سے بہر صورت زیادہ ہونا چاہیے، جبکہ چڑی کی چونچ میں حجر نامی مقدار والا پتھر کبھی بھی نہیں آسکتا، اور جس چھوٹی مقدار والے پتھر کو عربی میں حصبہ کہا جاتا ہے وہ بھی عموماً اردو میں روڑی نامی پتھروں کیلئے کہا جاتا ہے جسے بھی چڑیاں اپنی چونچ میں نہیں اٹھا سکتیں ریتی بجری کے ذرات کے مقدار کو جنہیں چڑیاں چونچ میں اٹھا سکیں اسکا اصل عربی نام حصاۃ ہے جسکا وزن اگر مثقال ذرۃ کہا جائے تو مناسب ہو گا۔ سو سورت الفیل میں جو حدیث سازوں نے اونٹوں کو چڑیوں کی معنی میں مشہور کیا ہے ان کاریگروں نے چڑیوں سے پھر انکی چونچوں میں کلو سوا کلو کے پتھر بھی اٹھوائے ہیں، جنکی ایسی لایعنی معنی پر کسی نے ان سے پوچھا تک نہیں۔ لیکن چڑیوں کی چونچ میں گندم جوار اور باجرہ کے دانے تو آسکتے ہیں لیکن ان سے بڑی سائیز کی کنکری بھی مشکل سے آئے اگر حصاۃ کو چڑیوں کی چونچ میں سماجانے کی بات مانیں تو پھر بھی قرآن حکیم نے ترمیھم بحجارۃ فرمایا ہے حصبات نہیں فرمایا اور پرندوں کے لئے صیغہ واحد مذکر مخاطب ترمیھم کے بجاء جمع مؤنث غائب آتا ہے وہ بھی رمی

کی معنی میں نہیں بلکہ گرانے کی معنی میں آتا یعنی جملہ تسقطن الحصاۃ علی اصحاب الفیل ہوتا، مطلب کہ اس سورت مبارکہ کی صحیح تفسیر سے جناب رسول علیہ السلام کے ولادت کی تاریخ اور سال بھی روایت سے بنائی ہوئی تاریخ والا دن اور مہینہ بھی بدل جاتے ہیں اسپر قائدین امت غور فرمائیں کہ علم روایات بنانے والوں نے امت مسلمہ کی تاریخ کا کیا تو حشر کیا ہے۔ امت مسلمہ کے جو سادہ لوح لوگ راویوں کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کرنے والے لوگ خوشیاں مناتے ہیں کہ علم حدیث سے جو تاریخ ہمیں ملی ہے وہ قرآن نہیں دے سکا، تو ایسی تاریخ پر جشن منانے والوں کی خدمت میں عرض ہے کہ روایات سے بنی ہوئی تاریخ پر بجائے جشن منانے کے اگر ماتم کرو تو وہ بہتر رہے گا، روایات سے ملی ہوئی تاریخ میں جناب رسول کی تاریخ ولادت کا اختلاف تو پہلے ہی ہے لیکن قرآن کی سورت الفیل کے حوالہ سے تو تاریخ ولادت، مہینہ ولادت اور سال ولادت بھی کچھ سے کچھ ہوگئے ہیں علم روایات والوں نے جناب رسول کی ولادت مبارکہ والی گم کردہ تاریخ کو چکمہ دینے والی روایات سے وفات کی تاریخ کے ساتھ مشہور کر کے وفات رسول کے دن عقل سے پیدل امت والوں سے جشن میلاد منوا رہے ہیں۔ چلو اب آئیں کہ مسلم امت کو علم حدیث سے ملی ہوئی نزول قرآن کے دوران والے عرصہ کا ایک اور شاہکار جھوٹ بھی حدیث پرستوں کی خدمت میں پیش کریں، میں اس حدیثوں والے جھوٹ کے حوالہ جات لکھنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کر رہا اسلئے کہ اس جھوٹے واقعہ کی پہچان سیکڑوں من گھڑت حدیثوں سے کرائی گئی ہے وہ جھوٹا واقعہ ہے جنگ خیبر لگنے کا جس فرضی جنگ میں یہودیوں کا ایک فرضی سردار قتل ہوتا ہے اور اس من گھڑت جنرل کی ایک من گھڑت بیوی صفیہ نامی قیدی بنائی جاتی ہے، جناب رسول اور اسکے لشکر صحابہ سے اس فرضی جنگ میں خلاف حکم قرآن لوگوں کو غلام بنانے اور

عورتوں کو لونڈیاں بنانے کا عمل علم حدیث والوں نے جو بتایا ہے جس میں جناب رسول سے حکم قرآن: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ (8-67) کی انحرافی کرائی گئی ہے جو یہ ہے کہ رسول کو اب اس عمل کی اجازت نہیں ہے کہ وہ لڑائیوں میں کسے قیدی بنائیں، جناب قارئین! اس فرضی جنگ کی قیدی عورت کو علم حدیث والوں نے جناب رسول سے شادی بھی کرائی ہے جس سے ازواج رسول جو بحکم قرآن امت کی مائیں ہوتی ہیں ان حدیثوں سے ان لوگوں نے امت کو ایک فرضی ماں بھی دی ہے۔ مزید براں مسلم تاریخ میں اگر جعلی اور فرضی شخصیتوں اور کرداروں کے وجود اور عدم پر تحقیق کرائی جائیگی تو کئی اور اہل بیت نامی ہستیاں بھی بحکم قرآن (33-40) فرضی نام کی قرار ہو جائیں گی۔

جناب قارئین! اس جنگ کے نہ لگنے کی بات جو قرآن حکیم نے سمجھائی ہے وہ یہ ہے کہ: وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (59-6) یعنی اللہ نے ان اہل کتاب کی جلاوطنی سے اپنے رسول کو جو مال دلایا ہے اس کے لئے ان پر کچھ بھی جفا کرنے کے لئے تم نے (اونٹوں یا گھوڑوں، پر سوار ہونے کے لئے انکے) رکاب تک میں پاؤں ہی نہیں ڈالے ان اہل کتاب کی اپنے قلعہ جات سے نیکالی یہ اللہ کے تحریری آرڈر سے ہوئی ہے جس کے لئے فرمایا کہ: وَلَوْلَا أَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ (59-3) یعنی اگر اللہ عزوجل نے انکے خلاف جلاوطنی کا آرڈر نہ لکھ دیا ہوتا تو انہیں دنیا میں سزا ملتی اور آخرت کا عذاب جہنم ان کے لئے اسکے علاوہ تو ہے ہی سہی۔

جناب قارئین! دیکھتے جائیں جھوٹی حدیثوں سے بنائے ہوئے جھوٹے واقعات سے
بنائی ہوئی تاریخ کو غور فرمائیں کہ قرآن کس طرح تو اپنے نزول کے دوران اور اس سے پہلے
والے زمانہ کے واقعہ پر اپنا ریمارک دیتا ہے اسکے باوجود حدیث سازوں نے اپنی طرف سے
قرآنی حقیقت کو اپنی روایات میں جھٹلایا ہے، لیکن قرآن تو بعد میں لکھی جانیوالی جھوٹی
حدیثوں کو انکے ایجاد کرنے والے طبری زہری بخاری وغیرہ کے پیدا ہونے سے ہی پہلے
طشت ازبام کرتے ہوئے انکا بھی پول کھول کر دکھا رہا ہے۔ اسلامی تاریخ نامی مضمون کے
اندر علم الحدیث کے جھوٹ گنوانے کے لئے کئی سارے دفتر درکار ہیں کیا کیا بتاؤں؟ آپ
لوگوں نے مہینہ ذی الحج کی کم سے کم پہلی دس تاریخوں میں مولوی حضرات کی تقریروں میں
کتنی ساری حدیثیں سنی ہونگی کہ جناب ابراہیم علیہ السلام جب اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے تھے
تو اسکی چھری کے نیچے جنت سے لایا ہوا دنبہ سلایا گیا جسے اسماعیل کی جگہ ذبح کیا گیا، جبکہ
قرآن میں اس دنبے کا یا اسے بہشت میں سے لانے کا کوئی ذکر نہیں ہے، واعظین لوگ
حدیثیں بیان کرتے ہیں کہ جناب ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کو پیدا ہونے کے کچھ ہی دنوں
بعد اسکی ماں سمیت اپنے علاقہ "اُر" سے لیکر مکہ میں لے جاکر چھوڑ آئے جہاں انکا راشن
پانی ختم ہوا تو بچہ اسماعیل نے پیاس سے زمین پر ایڑیاں رگڑیں تو پانی کا چشمہ زمزم ابل پڑا، بچہ
کی ماں پانی کی تلاش میں صفا و مروہ (جھوٹے ناموں سے نامزد کردہ) پہاڑیوں کے درمیان
سات بار دوڑنے کی جھوٹی حدیثوں کو قرآن حکیم نے ایک اشارہ سے رد کر کے دکھایا کہ:
فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ (37-102) یعنی جب بیٹا اسماعیل پہنچا باپ ابراہیم علیہ السلام کی
معیت میں کمانے کی عمر کو۔

دیکھا جناب قارئین! قرآن حکیم کے اس ایک جملہ نے کسطرح تو کئی ساری
حدیثوں کو حرف غلط قرار دیدیا یعنی ابراہیم انکی حدیثوں کے مطابق اپنی بیوی بیٹے کو اس کے
پیدا ہونے کے فورا بعد جلدی مکہ کی طرف نہیں لے گیا، وہاں جانے کے بعد راشن پانی ختم
ہونے کی حدیثیں بھی جعلی ہوگئیں، صفا مروہ کے درمیان دوڑنے کی حدیثیں بھی من گھڑت
ہوگئیں، بچہ کی ایڑیاں رگڑنے سے پانی کا چشمہ زمزم ابل آنے کی حدیثیں بھی غلط ثابت ہو
گئی۔

جناب قارئین! قرآن کی کمال علمیت اور نکتہ سنجی پر غور کیا جائے کہ صرف ایک
جملہ فلما بلغ معه السعی سے کتنی تو داستانوں کو حرف غلط قرار دیدیا اس بات پر بھی غور
کریں قرآن اپنے نزول سے پہلے والے زمانہ کی ایک حقیقت سنا رہا ہے اسکے باوجود حدیث ساز
راوی لوگ قرآنی حقیقت کو جھٹلا کر کسطرح تو اپنی طرف سے قصے بنا بنا کر لوگوں کو گمراہ
کرتے ہیں۔ اب مسلم ہسٹری کی ان باتوں، تاریخ ولادت مبارک رسول، کعبہ پر ابرہہ بادشاہ
کے حملہ کے جواب میں کعبہ کے متولی جناب رسول کے دادا کی علم الحدیث والوں کی کردار
کشی کی بنائی ہوئی جھوٹی تاریخ کو قرآن حکیم نے سورت الفیل سے رد کر دیا۔ ان مختصر مثالوں
سے مجھے قارئین کی خدمت میں یہ عرض کرنی ہے کہ اگر غور کیا جائے تو واضح نظر آئے گا
کہ قدم قدم پر علم حدیث نے فلسفہ قرآن کو موڑنے اور اسکی معاشی اور معاشرتی ہدایات کا
رخ پھیرنے کے حیلے کئے ہیں، یا دوسرے الفاظ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ پورا علم حدیث
ایجاد ہی اسلئے کیا گیا ہے کہ لوگوں کا قرآن سے توجہ ہٹا کر انہیں پھر سے جاگیرداریت اور
خانقاہیت کے نرغے میں قید کیا جائے، حدیث پرست لوگ اگر اپنی اس دعوی میں سچے ہیں
کہ علم حدیث کے بغیر قرآن سمجھ میں نہیں آسکتا اور علم حدیث قرآن کی تفسیر ہے تو وہ

لاکھوں تعداد کی حدیثوں میں سے صرف کوئی سی ایک بھی حدیث ایسی نہیں دکھا سکیں گے جس میں انہوں نے جناب رسول کو پہلے چند آیات قرآن تلاوت فرما کر پھر انہیں بمصداق آیت کریمہ: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِي ضَلاَلٍ مُّبِينٍ (3-164) یعنی ہمارا بھیجا ہوا رسول ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے جن سے انکے ذہنوں کو غلط علم تاریخ سے پاک کر کے اللہ کی کتاب اور اسکی حکمتیں سکھاتا ہے۔ تو سارے ذخیرہ علم حدیث میں کوئی ایک بھی حدیث ایسی موجود نہیں ہے، جس میں جناب رسول نے آیات قرآن تلاوت فرما کر بعد میں اسکی تعلیم بطریق تفسیر و تدریس فرمائی ہو، جبکہ ہمارا یقین و ایمان ہے کہ جناب رسول نے مذکور آیت کریمہ کے حکم کے مطابق باقاعدہ آیات قرآن پڑھ کر پھر انکے ذیل میں انکی روشنی میں اسکی تصریف آیات کے ہنر سے تعلیم دی ہے۔ لیکن حدیث سازوں نے جان بوجھ کر اس اصلی اور قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ تعلیم نبوی کو چھیڑا تک نہیں ہے، محض اس لئے کہ ان حدیث سازوں کی تو اصل جنگ قرآن سے ہے اسلئے تو انہوں نے رد قرآن کے لئے اپنی طرف سے قصے کہانیاں بنا کر انہیں احادیث رسول کا نام دے رکھا ہے، میں جو یہ الزام لگا رہا ہوں کہ مروج کتب احادیث کی حدیثیں جناب رسول کی فرمائی ہوئی احادیث مبارکہ نہیں ہیں، میرے اس الزام کا ثبوت بھی قرآن سے ہے وہ یہ کہ جو آیت کریمہ میں نے ابھی پیش کی اور بعینہ اسی فرمان والی دو عدد آیتیں یہ بھی (2-129) (62-2) ان تینوں آیتوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کا فرستادہ رسول امت والوں کو جب بھی تعلیم قرآن، تفہیم قرآن تفسیر قرآن کی تعلیم دیگا تو: يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ یعنی اللہ کا نبی تعلیم و تدریس قرآن دیتے وقت پہلے اللہ کی آیات کی تلاوت فرمائیگا، تو اب کوئی بتائے کہ بخاری مسلم، نام نہاد صحاح ستہ و اربع میں اور دوسرے ذخائر احادیث میں بھی کوئی ایک بھی ایسی حدیث دکھائی جائے جس میں جناب رسول نے پہلے تلاوت آیات قرآن فرمائی ہو، آیت (52-22) کی روشنی میں سابق انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات میں شیطانی القائات سے مشہور کردہ مغلوطات اور ملغوبات کا رد کرتے ہوئے ذہنوں کو پاک کر کے پھر انکی مثبت طریقہ سے تفسیر فرمائی ہو، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ سارے فرقوں کے حدیث پرست مولویان لوگ ایسی کوئی ایک بھی حدیث دکھا سکیں۔

جناب قارئین! آپنے غور فرمایا کہ اللہ عزوجل نے قرآن حکیم میں کس طرح تو کھری کھوٹی حدیث کے پرکھ کی کسوٹی سمجھادی کہ مسائل قرآن کی تعبیر و تفسیر کیلئے میرا رسول پہلے آیات قرآن تلاوت فرمائیگا، اسکے بعد ان آیات والے موضوع سے متعلق اگلے نبی کے دور کے بعد بیچ والے عرصہ میں جو شیطانی روایات (52-22) مشہور کی گئی ہونگی ان سے ذہنوں کو پاک کریگا اور اسکے بعد انکی مثبت تعلیم دیگا، سو یاد رکھو، اور یقین کرلو کہ جس بھی کسی حدیث میں جسکی نسبت اللہ کے رسول کی طرف ہو اگر اس حدیث میں بیان کئے جانے والے مسئلہ کے موضوع سے متعلق آیات قرآن نہ لائی گئی ہوں تو وہ حدیث جناب رسول علیہ السلام کی نہیں ہوسکتی، نہیں ہوسکتی، نہیں ہوسکتی۔

غیر قرآنی علوم سے مختلف فرقے جنم لیتے ہیں۔

فرمان ربی ہے کہ: أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْءَانَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (4-82) ترجمہ: پھر کیوں نہیں غوروفکر کرتے ہیں لوگ حقائق قرآن میں، اگر یہ قرآن غیر اللہ کی جانب سے ہوتا تو انکے کلام میں) بہت سارے اختلاف پائے جاتے۔

جناب قارئین! اس آیت کریمہ نے ثابت کردیا کہ امت مسلمہ کے اندر جتنے بھی فرقے ہیں ان سب کی جڑیں غیر قرآنی علوم کے اندر ہیں، یعنی اللہ کے سوا جو بھی موجدین سماجی ومعاشی علوم ہیں وہ سارے تھنکر انسانی وحدت والا سماج اور معاشرہ قائم نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی کہے کہ کارل مارکس کے افکار سے لینن نے جو وحدت انسانی والا غیر اختلافی معاشرہ قائم کیا تھا۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ داس کیپیٹال میں سمجھائی ہوئی کلاس لیس سوسائٹی کا بنیاد اور ماخذ بھی انبیاء علیہم السلام کو ملی ہوئی تعلیم وحی ہے، جس میں قرآن کی طرح ذاتی ملکیت رکھنے کی نفی کی گئی ہے، (2-219) میں بہت خوش ہوں کہ کارل مارکس نے داس کیپیٹال کی ترتیب کے دوران انکے تائید والے یامأخذات کے حوالہ جات نہیں لکھے، نہیں تو مذہبی پیشوائیت یاپاپائیت خواہ ملاشاہی مارکس کے حوالہ جات کی وجہ سے اسکی جھوٹی وارث بن جاتی پھر ان میں انکی تاویلات کی وجہ سے لینن بھی مارکسوادی انقلاب نہ لاسکتا، آج کل ہم جو قرآن حکیم کی آیت (2-219) کے حوالہ سے ذاتی ملکیت رکھنے کی نفی کا دلیل پیش کرتے

ہیں تو لوگ عجب سے پوچھتے ہیں کہ ایسا معاشرہ کیسے قائم ہو سکتا ہے؟ تو ہم ثبوت کے طور پر قرآن کی تصدیق وتائید کیلئے مارکس اور لینن والے انقلاب کے تقریبا پونی ایک صدی تک رائج رہنے کی مثال دیتے ہیں اور باوجود کہ انکے ہاں بنکیں بھی تھیں پھر بھی انمیں سودی نظام نہیں تھا جبکہ سعودی حکومت کے ہاں خلاف قرآن حدیثوں والے اسلامی ملک میں بنکوں کے اندر سودی سسٹم رائج ہے۔ قرآن کا اعلان ہے: وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (3-189) ان دونوں آیتوں میں بھی ذاتی ملکیت کی نفی کی گئی ہے۔ گورباچوف اور مائوزیتنگ نے جب مارکسزم میں ترمیمی ملاوٹیں کی تو دونوں کی مملکتیں دھڑام سے استحصالی عفریتوں کے ہاتھوں گرپڑیں۔ بعینہ یہی حالت مسلم امت کی ہوئی جب تک یہ لوگ قرآن کے نظام معیشت ومعاشرت پر رہے تو یہ چھوٹے سے خطہ حجاز سے اپنے انقلاب کو ایکسپورٹ کرکے فارس روم اور افریقہ کے 35لاکھ مربع کلو میٹر پر پھیل گئے، پھر جب مسلم امت نے اللہ عزوجل کی کتاب قرآن کو چھوڑ کر امامی علوم کی خرافاتی روایات اور زٹلیات کو اپنا پیشوا بنایا جن کی من گھڑت حدیثوں میں عورتوں کی تذلیل اور جملہ انسانوں یعنی مرد خواہ عورتوں کے غلام اور لونڈی بنانے کو پھر سے جائز بنایا گیا ساتھ ساتھ جاگیر داریت کو بھی جائز بنایا، مطلب کہ جن ظالمانہ رواجوں کو قرآن نے آکر ختم کیا تھا(8-67) (47-4) (6-164)انہیں پھر سے اسلام کے نام سے قرآن مخالف علوم کے ذریعے دوبارہ وہ قیصریت اور کسرویت کو زندہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ میں اس بحث میں تھوڑی سی وضاحت بھی کرتا چلوں کہ مارکسزم کوئی مکمل طرح سے علم وحی سے مأخوذ نہیں ہے اسکی صرف معاشی پالیسی علم وحی سے مأخوذ ہے بقیہ فلاسفی علم وحی کے خلاف بھی ہے جو کہ نشاۃ ثانیہ جزاسزا والبعث بعد الموت سے

تعلق رکھتی ہیں، جنکی وجہ سے انسان دنیا کی زندگی میں آنیسٹ، پاک صاف اور باکردار زندگی گذارنے کے لئے آمادہ ہوتا ہے۔ ویسے کمیونزم بھی جزوی طور پر فرقوں کا شکار ہوا ہے جیسے کہ لینن، ماؤزیتنگ، ٹراٹسکائی، اسٹالن، گورباچوف وغیرہ کچھ اور بھی کمیونسٹ دانشور لوگ مختلف تشریحات کی وجہ سے مشہور ہیں۔

محترم قارئین! "میرے اس مضمون کا موضوع جیسے کہ قوانین معیشت و معاشرت کے لئے اصل واحد اور واحد ماخذ کتاب قرآن حکیم کو بلاشرکت غیرے ماننا اور منوانا ہے" اسلئے جن لوگوں نے قرآن حکیم کے اس مقام و مرتبت کو تسلیم نہیں کیا اور اپنی قرآن دشمن پیشوائیت کی قرآن مخالف روایات کو بھی دین کے قرآن مقابل اصل دوم کے طور پر مشہور کیا ہے، پھر امامی قیاسات والے فقہوں کو بھی دین کا اصل ثالث قرار دیا ہے، آگے "اجماع" کی اصطلاح گھڑ کر اسے بھی دین اسلام کا مقابل قرآن چوتھا اصول مشہور کیا ہے، میں نے اپنی کتابوں "امامی علوم اور قرآن" فتنہ انکار قرآن کب اور کیسے" میں انکے خلاف قرآن ہونے کے شواہد قدرے تفصیل کے ساتھ پیش کئے ہیں، میں اپنی ان قلمی کاوشوں سے یہ ثابت کرچکا ہوں کہ یہ فقہ ساز جملہ ائمہ اور روایت ساز جملہ ائمہ قرآن حکیم کی پیشگی اطلاع کے مطابق سب کے سب شیعہ تھے جن کے لئے قرآن حکیم نے فرمایا کہ: إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (6-159) یعنی جن لوگوں نے اپنے دین کو فرقوں میں بانٹ دیا یہ سارے شیعے تھے، اے میرے رسول! آپ ان کے گروہوں میں سے کسی بھی فرقہ والے کے ساتھ نہیں ہیں" یہاں ایک وضاحت کروں کہ قرآن کی نظر میں شیعت صرف اثنا عشری گروہ میں محدود نہیں ہے، چہار امامی اہل سنت کہلانے والے لوگ بھی شیعے ہیں، کسی ایک امام کے پیروکار بھی

شیعے ہیں، امام غائب کی طرح حاضر امام والی اصطلاح والے لوگ بھی شیعے ہیں۔ بس قرآن حکیم نے جو حکم دیا ہے کہ: وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (6-153) ترجمہ: "تحقیق یہ (قرآن کا) میرا راستہ سیدھا ہے پھر تم لوگ اسی کا اتباع کرو! (اسکے مقابلہ میں) دوسرے راستوں کی تابعداری نہ کرو جو وہ تمہیں راہ حق سے ہٹا دینگے" اسی ہدایت کی تمہیں وصیت کی جاتی ہے، تاکہ تم لوگ فرقوں کے پیچھے چلنے سے بچو" (ترجمہ ختم) اہل سنت کے چاروں اماموں کے شیعہ ہونے کے ثبوت اور تفاصیل میں اپنی کتاب، امامی علوم اور قرآن، میں تفصیل سے پیش کرچکا ہوں، سورۃ آل عمران میں جو فرمان ہے کہ: إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (3-19) "یعنی اللہ کے نزدیک مانا ہوا دین صرف اسلام ہی ہے، پھر جنہیں قرآن بھی دیا گیا ہے اس کے باوجود انہوں نے اختلافات کئے ہیں تو انکی یہ چال اصل میں آپس کی دکانداری کے قسم کی بغاوت ہے جسکی اصل بنیاد اللہ کی آیات کے انکار کے اوپر ہے۔

محترم قارئین! میں آپ کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کے دشمنوں نے رد قرآن کے لئے خود جناب خاتم الانبیاء صلوۃ وسلام علیہ کے اسم گرامی کی طرف، اسی طرح اصحاب رسول کے اسماء گرامی کی طرف، منسوب کردہ باتیں جو حقیقت میں ان روایات سازوں کی اپنی گھڑی ہوئی ہیں، انہیں قرآن حکیم کے شان نزول اور جھوٹی تفسیر اور تعبیر کے ناموں اور حوالوں سے ایجاد کی ہیں، ایسی جملہ کہانیوں اور روایات کا نام بھی علم حدیث رکھا ہے اس ساری حرفت میں جملہ امام اور انکے پیروکار ایک ہی طرح سے شریک ہیں۔ جو قرآن کی فتوی (6-159) کے مطابق سارے شیعے ہیں۔

فرمودات حیدر کرار قرآن کے آئینہ میں

جناب قارئین! اللہ عزوجل نے اسلام کی طرف آنے اور ہدایت لانے کے لئے جناب خاتم الانبیاء اور اسکے ساتھیوں کی جماعت کو مثالی اور سمبالک حیثیت دیتے ہوئے یہود، نصاری، مشرکین سب کے لئے فرمایا ہے کہ: فَإِنْ ءَامَنُواْ بِمِثْلِ مَآ ءَامَنتُم بِهِۦ فَقَدِ ٱهْتَدَواْ وَّإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا هُمْ فِى شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ ٱللَّهُ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ (2-137) "یعنی اگر یہ لوگ ایسا ایمان لے آئیں جس طرح کا آپ لوگ ایمان لے آئے ہیں تو پھر یہ ہدایت پر ہونگے اگر (آپکی طرح ایمان لانے سے) روگردانی کریں تو پھر یہ مخالف گرداتے جائیں گے" یعنی انکا ایمان لانا قبول نہیں کیا جائیگا تو اس فرمان کی روشنی میں جملہ اصحاب رسول آئیڈیل ،کسوٹی اور مثالی شخصیت ہوئے، سویقیناجناب علی کرم اللہ وجہ بھی بحیثیت صحابیء رسول ایک مثالی اور آئیڈیل شخصیت ہوئے، اب دیکھیں گے کہ جملہ اصحاب رسول میں سے جناب علی رضی اللہ تعالی عنہ کے اسم گرامی کی طرف منسوب جوعلوم خطبات اور اقوال واحادیث کے نام سے منسوب کر کے منصہ شہود پر لائے گئے ہیں، مرتب اور مدون کئے گئے ہیں، وہ علم وحی یعنی قرآن حکیم سے موافقت رکھتے ہیں یا اسکے خلاف ہیں، وہ اسلئے بھی کہ دینی علوم کی اصل کسوٹی تو واحد اور بلاشرکت غیرے صرف قرآن حکیم ہے۔

محترم قارئین! ایسے حوالہ جات کے لئے میرے پاس کتاب بنام نہج البلاغہ موجود ہے اس پر پتہ درج ہے "حمایت اہل بیت وقف (رجسٹرڈ) ریلوے روڈ لاہور۔ اسکاناشر ہے شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ ہے، ترجمہ وحواشی منسوب کئے گئے ہیں، جامع نہج البلاغہ علامہ سید رضی شریف کی جانب۔ ہم یہاں کتاب کے خطبہ نمبر دوم کے اخیر سے قرآن کے متعلق ایک ٹکڑہ مذکور مترجم کے ترجمہ کے ساتھ نقل کرتے ہیں جو یہ ہے کہ: ومعلوم فی السنة نسخه وواجب فی السنة اخذه و مرخص فی

پہلے قرآن کو ذہنوں میں آنے دو

الکتاب ترکه = (ترجمہ) جن کا وجوب کتاب سے ثابت ہے مگر معلوم ہے کہ حدیث میں اسے منسوخ کر دیا گیا، وہ بھی ہیں جن پر حدیث سے عمل واجب ہے مگر کتاب میں ان کے ترک کی اجازت دے دی گئی ہے= (حوالہ ختم)

جناب قارئین! آپنے خطبہ نہج البلاغہ کے اس اقتباس سے معلوم کیا کہ قرآن کی واجب کردہ چیزوں کو علم حدیث منسوخ کر سکتا ہے، اور جن چیزوں کو قرآن حکیم ترک کرنے کا حکم دے تو انکو علم حدیث بجاء ترک کرنے کے واجب قرار دے سکتا ہے۔ اب بتائیں ایسی صورت میں قرآن تو غیر محفوظ ہوگیا، قرآن کی حفاظت پر حرف آگیا، اللہ کے کلام پر غیر اللہ کے کلام کی برتری اور حاکمیت ثابت ہوگئی، اللہ عزوجل تو محکوم ہوگیا، سب جانتے ہیں کہ اللہ پاک نے اعلان فرمایا کہ: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ (15-9) "یعنی ہم نے قرآن کو نازل فرمایا، ہم ہی اس کے محافظ ہیں، سو اب اگر نہج البلاغہ کے خطبہ کی مذکورات، حدیث کی قرآن پر ناسخ ہونے والی برتری کو مانیں گے تو اس سے اللہ کی حفاظت تو ناکارہ ثابت ہوجاتی ہے" سو جو علی کرم اللہ وجہ صحابیء رسول ہے وہ تو ایسی خلاف قرآن بات نہیں کریگا، نیز قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے کہ: وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَـٰتِهِۦ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ (6-115) "یعنی قرآن حکیم کے اندر سچائی کے انصاف کے قوانین اور کلمات مکمل کئے گئے ہیں، اب کوئی بھی شخص ایسا نہیں جو ان کلمات میں تبدیلی لائے، اللہ عزوجل (قرآن حکیم کے خلاف خرافات بولنے والوں کی باتوں کا) سننے اور جاننے والا ہے۔

محترم قارئین! اس آیت کریمہ کے الفاظ پر غور فرمائیں، رب پاک نے فرمایا کہ قرآن حکیم کے اندر سچائی اور انصاف کے جملہ کلمات مکمل طور پر لائے گئے ہیں۔ اب قرآن کا جو بھی کوئی کلمہ اور قانون، یا حکم، منسوخ بنایا جائیگا تو لازما اس سے یہ بات ثابت ہوگی کہ کسی سچ کو منسوخ کیا گیا" یا کسی عدل وانصاف کی بات کو منسوخ کیا گیا، کیونکہ قرآن تو سارا سچ ہے جملہ قرآن تو عدل وانصاف پر مبنی ہے اسکے جس کسی کلمہ یا حکم کو منسوخ کہا جائے گا تو یہ سچ کا قتل کرنا ہوگا عدل وانصاف کو ذبح کرنے کی معنی میں شمار ہوگا سو جو جناب علی کرم اللہ وجہہ صحابیءرسول ہونے کے حوالہ سے میرے لئے بھی آئیڈیل اور مثالی شخصیت ہیں، میرے نزدیک وہ کسی بھی صورت میں قرآنی سچائی اور عدل کو اپنے خطبہ سے قتل نہیں کریں گے، اسے منسوخ کرکے ذبح نہیں کریں گے، قرآن کی اس آیت (6-115) کے حکم کے بعد بھی اگر کوئی ضد کریگا کہ قول علی سے قرآن کا کوئی حکم منسوخ ہوسکتا ہے تو وہ علی کوئی انکا والا اہل فارس کی یزدگر شاہی کا نمائندہ تیار کیا ہوا ہوگا، جسکو چھپانے کے لئے اسکی بائیس قبریں بنائی گئیں اور زندگی میں اسے بادلوں میں رہنے والا مشہور کیا گیا۔ ہمارا والا آئیڈیل صحابیءرسول علیؓ، سارے قرآن کو محفوظ مانتے ہوئے اسکے کسی بھی حکم کو منسوخ بنانے کا تصور بھی نہیں کریگا۔

جناب علیؓ کی طرف نسل پرستی کی نسبت

کتاب نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر 144 میں ہے کہ: این الذین زعموا انهم الراسخون فی العلم دوننا کذبا وبغیا علینا ان رفعنا الله ووضعهم واعطانا وحرمهم وادخلنا واخرجهم بنا یستعطی الهدیٰ ویستجلی العمی ان الائمة من قریش غرسوا فی هٰذا البطن

من هاشم لا تصلح علی سواهم ولا تصلح الولاة من غیرهم (ترجمہ) کہاں ہیں وہ لوگ جو جھوٹ بول کر اور ہم پر ظلم کرکے یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ راسخین فی العلم ہیں اس لئے کہ خدا نے ہمیں بلند کیا ہے اور انہیں پست رکھا ہے ہمیں (منصب امامت) دیا ہے اور انہیں محروم رکھا ہے ہم ہی سے ہدایت کرنے کی خواہش اور بے بصیرتی دور کرنے کے لئے روشنی طلب کی جاسکتی ہے یقینا امام قریش سے ہیں جو اس ایک شاخ ہاشم کی کھیتی سے ابھرے ہیں نہ امامت (کی قبا) کسی اور کو سجتی ہے اور نہ ان کے سوا کوئی اور اس کا اہل ہوسکتا ہے۔

یہ خطبہ جناب علیؓ کی طرف منسوب کرکے لکھنے والے لوگ جناب کی زبانی کہلوا رہے ہیں کہ ہم بنوہاشم کے سواء کوئی بھی شخص راسخون فی العلم کے مقام پر فائز نہیں ہے، جبکہ علم کسبی چیز ہے وہبی نہیں ہے رسوخ فی العلم کی معنی، علم میں پہنچ، درک، پختگی اور مضبوطی ہے سو یہ علمی اوصاف اور مراتب کسی نسل خاندان اور قبیلہ سے موروثی طور پر منتقل نہیں ہوسکتے بقراط، سقراط ارسطو، افلاطون فیثاغورث، ارسطاطالیس، جالینوس نیوٹن، ان لوگوں کی علمی حیثیت جیسی بھی تھی جدوجہد کسب کی مرہون منت ہے نسلی ورثہ نہیں ہے۔ اصحاب رسول جیسی نامور جماعت کے جملہ افراد جنکے لئے اللہ پاک نے فرمایا یہ سارے لوگ ام الکتاب قرآن کے وکیل ہیں (6-89) قرآن حکیم جیسے عبقری علمی شہپارہ کتاب کا وکیل ہونا بہت بڑی علمیت کا متقاضی ہوناہے۔ اسیطرح ابن رشد، عمر خیام، کانٹ، ڈارون، گوئٹے، کارل مارکس، ہیگل اور علاوہ ازین کئی ساری شخصیتیں اپنے اپنے فن میں رسوخ فی العلم کے مرتبہ پر کسب سے فائز رہتی آئی ہیں یہ لوگ سارے کے سارے ہاشمی، علوی یا فاطمی نہیں تھے، یا اہل بیت وغیرہ نہیں تھے اور آئندہ بھی ایسی شخصیتیں پیدا ہوتی رہیں گی جیسے آجکل اسٹیفن حاکن کی شخصیت ہے، اور جناب علی کی طرف اس خطبہ میں یہ جملہ

منسوب کرنا کہ اسنے عظمت اہل بیت کے لئے فرمایا کہ ان رفعنا اللہ ووضعھم یعنی اللہ نے ہمیں بلند رکھا اور انہیں پست رکھا ہے، یہ دعوی بھی خاندانی اور نسلی تفوق وبرتری سے تعلق رکھتی ہے جبکہ اللہ کے فیصلے اور انعام میرٹ پر ہوتے ہیں جیسے فرمایا کہ: نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّن نَّشَاءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (12-76) یعنی ہمارا قانون مشیت جسکے درجات کو چاہے بلند کرے ہر صاحب علم سے بڑھکر بھی کئی اور لوگ بڑے علم والے ہوتے ہیں، آگے خطبہ میں ہے کہ جناب علی فرماتے ہیں کہ واعطانا وحرمھم ترجمہ میں علامہ شریف صاحب لکھتے ہیں کہ ہمیں (منصب امامت) دیا ہے اور انہیں محروم رکھا ہے"۔

میں یہاں قارئین لوگوں کی اطلاع کے لئے وضاحت پیش کروں کہ امامت کا منصب کسی شخص، نسل، قبیلہ کے لئے مخصوص نہیں ہوتا، قرآن حکیم نے سورت الفرقان میں آیت نمبر 63 سے عباد الرحمان یعنی رحمان کے بندوں کی اوصاف جمیلہ سنانی شروع کی ہیں جو آیت نمبر 74 میں بتایا ہے کہ اس قسم کے جملہ لوگوں کا اللہ سے مطالبہ ایسا ہوتا ہے جو یہ لوگ پکارتے ہیں کہ: وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (25-74) یعنی اے ہمارے رب ہمیں متقین لوگوں کا امام بنائو" اس آیت کریمہ نے ثابت کردیا کہ ہر مومن شخص، ہر اللہ کا بندہ، اللہ سے امامت طلب کرسکتا ہے اور وہ بھی آنیسٹ اور نہایت متقین ورکروں کی، پرہیز گار والنٹئروں کی امامت کا، بہت افسوس کا مقام ہے کہ کتاب نہج البلاغہ کے خطبات تیار کرکے انہیں جناب علی کی طرف منسوب کرنے والوں نے جب جناب علی کو امامت کے منصب سے موصوف کیا تو ہے لیکن اسکے خطبوں میں خود علی کرم اللہ وجہہ کی زبان مبارک سے اپنے سپاہیوں، اپنے پیروکاروں، اپنے متبعین پر کئی مقامات پر گلے شکوے بھی کرائے ہیں جن خطبات سے ثابت ہوتا ہے کہ علی کے پیروکار بے وفا اور نکٹھو تھے، میں یہاں وہ سارے

مقالات اور خطبات تو نقل نہیں کرپاؤں گا صرف ایک خطبہ کے نقل پر اکتفا کرتا ہوں بقایا خطبات ہر کوئی ذوق رکھنے والا کتاب نہج البلاغہ میں خود مطالعہ کرے۔

یہ خطبہ نمبر اکتالیس ہے اس کا صرف ترجمہ بغیر عربی متن کے نقل کرتا ہوں جو ترجمہ علامہ سید شریف رضی کا لکھا ہوا ہے۔ میں ان لوگوں میں مبتلا ہوں کہ جب حکم دیتا ہوں، تو نہیں کرتے اور جب پکارتا ہوں تو جواب نہیں دیتے، اے بے پرواہ اپنے خدا (کے دین) کی نصرت کرنے میں کس کا انتظار ہے؟ کیا کوئی دین نہیں ہے، جو تمہیں جمع کردے، نہ غیرت وحمیت ہے کہ تمہیں جوش دلائے، میں تم میں کھڑا ہو کر چیخ رہا ہوں۔ اور فریادی بن کر تمہیں پکار رہا ہوں مگر تم لوگ نہ میری بات سنتے ہو، اور نہ کسی حکم کی تعمیل کرتے ہو، یہاں تک کہ ان کے برے نتیجے کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔ لہٰذا تمہاری مدد سے نہ کسی کا خون بہالیا جاسکتا ہے اور نہ تمہارے بھروسہ پر کوئی مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے۔ میں نے تمہارے بھائیوں کی مدد کے لئے تم کو دعوت دی تھی۔ مگر تم اسطرح فریاد کرنے لگے جیسے وہ اونٹ چیختا ہے جسکے ناف میں درد ہو اور اسطرح سست رفتار نگئے جیسے وہ کمزور اونٹ جس کی پشت زخمی ہو، پھر میری طرف ایک چھوٹی سی کمزور اور مضطرب ٹکڑی نکل آئی کہ گویا انہیں موت کی طرف کھینچا جارہا ہو اور وہ (موت کو) اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں (نقل کی عبارت ختم)

جناب قارئین! دیکھا آپنے کہ یہ خطبات بنانے والوں نے جناب علی کو کس قسم کے لوگوں کا امام بنایا ہے اگر امام اول کی پیروکار جماعت کا بقول خطبہ حضرت علی یہ حال ہے تو اب سمجھ میں آتا ہے کہ اولاد علی کی امامت بھی ایسی ہی جماعت کے کندھوں پر تھی۔ جب ہی تو کسی کو زہر پلایا گیا تو کسی کو سفر کربلا میں رات کو دیا بجھانے کے بعد اسے بے یارومددگار

چھوڑا گیا۔" بہر حال یہ تو ثابت ہو گیا کہ اللہ پاک نے جو آیت (74-25) میں سمجھایا کہ مجھ سے بہتر پیروکاروں کی قیادت اور امامت کی دعا مانگو، سو وہ قرآن والی امامت گویا جناب علی اور اسکے فرزندوں کو نہ مل سکی، ان جملہ ہستیوں کے پیروکار ایسے نکلے جیسے آپنے ابھی خطبے میں پڑھے" اس کے بعد خطبہ میں جو بعد والا جملہ ہے کہ۔ اور انہیں محروم رکھا ہے۔ ہم ہی سے ہدایت کرنے کی خواہش، اور بے بصیرتی دور کرنے کیلئے روشنی طلب کی جاسکتی ہے۔

جناب قارئین! مین خطبہ کے اس ٹکڑے پر آپکی توجہ آیت شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ (2-185) کی طرف مبذول کراتا ہوں "یعنی ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں نازل کیا گیا ہے کتاب قرآن جو ہدایت ہے جملہ انسان ذات کیلئے ہدایت کے کھلے ہوئے احکام سے جو آیات حق اور باطل میں فرق کرنے والی ہیں" سو جو بھی کوئی شخص ہو، خود کو خواہ امام کہلائے یا نبی کہلائے، لیکن یہ دنیا فانی ہے کل من علیھا فان، ہدایت تو انبیا کی زندگی میں خواہ انکی وفات کے بعد انبیاء کو ملی ہوئی علم وحی والی کتابوں سے ملے گی، جن جملہ کتابوں کا اب لیٹیسٹ ایڈیشن قرآن ہے۔ خطبہ کا یہ جملہ کہ ہم ہی سے ہدایت کرنے کی خواہش اور بے بصیرتی دور کرنے کی روشنی طلب کی جاسکتی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیسے جناب علی، قرآن کو کوئی اہمیت ہی نہیں دے رہے، ہدایت کے لئے اسکا ذکر ہی نہیں کر رہے اور موجود ہی نہیں سمجھ رہے ہیں، اور امامت خواہ نبوت کوئی موروثی بنیاد پر نہیں ہوتی، نبوت تو یقینی طور پر اللہ کی کتاب ہدایت کتاب وحی پہنچانے کیلئے ہوتی ہے، لیکن امامت کی معنی مطلق پیشوائی ہے پھر یہ پیشوائی اور امامت تو اچھے کاموں کے ساتھ ساتھ برے کاموں کے ذریعے جھنم میں لے جانے کے لئے بھی ہوتی ہے جیسے کہ فرمایا گیا ہے کہ: وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا

يُنصَرُونَ (41-28) یعنی ہمارے قانون مکافات نے فرعونی لشکر والوں کو جھنم کی طرف بلانے والا امام بنادیا۔

ہدایت والی امامت کی جہانتک بات ہے سو جب رب پاک نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ میں آپکو انسانوں کا قائد اور امام بنارہا ہوں تو ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میری اولاد کو بھی یہ امامت اور قیادت والا اعزاز عطا کیا جائے تو جواب دیا گیا کہ یہ عہدے میراث کے بجاء میرٹ پر حاصل کئے جاتے ہیں الفاظ ہیں، کہ: لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ (2-124) میری طرف سے ان عہدوں کو ظالم لوگ نہیں پہنچ پاتے، اس آیت کریمہ کا لفظ نال ینال یہ ثابت کر رہا ہے کہ امامت وہی چیز نہیں ہے جسے کسی نص خداوندی سے حاصل کیا جاتا ہو، امام یعقوب کلینی نے اپنی کتاب الکافی میں لکھا ہے کہ انکے جملہ بارہ اماموں کے لئے اللہ کی جانب سے بطور نص تقرری کے احکام ملے ہیں مزید یہ کہ عہدہ نبوت کیلئے قرآن حکیم میں کہیں بھی نیل کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا، صرف اسلئے کہ منصب نبوت کو پہنچنے کیلئے کسی بھی محنت اور دعائوں کے ضرورت نہیں ہوا کرتی، اور جبکہ یہ منصب جناب خاتم الرسل علیہ السلام کے بعد بند کیا ہوا ابھی ہے۔ اور آیت: (74-25) کی روشنی میں ہر قوم اور نسل کے لوگ اپنے کسب اور میرٹ سے قیامت تک امامت کے منصب پر فائز ہوتے رہیں گے، امام بننے کا راستہ ہمیشہ کھلا ہوا ہے، قرآن نے تو مذکور آیت میں امام بننے کی دعا اور کوالٹی کی بھی تعلیم سکھائی کہ اللہ سے متقین پیروکاروں کی امامت کا منصب مانگو! جو یہ قرآنی امامت والا مقام اور مرتبہ خطبات نہج البلاغہ کے بنانے والوں نے جناب علی کو نہیں دیا، جسکا ثبوت آپ نے ابھی خطبہ نمبر اکتالیس میں ملاحظہ کیا۔ اسکے بعد خطبہ کے الفاظ ہیں کہ: ان الائمہ من قریش غرسوا فی ھذا البطن من ھاشم لاتصلح علی سواھم ولا تصلح الولاۃ من

غیرھم یعنی امامت قبیلہ قریش میں سے ہوتی ہے وہ بھی اسکی شاخ ہاشمی کی کھیتی سے اور یہ امامت انکے سوا کسی کو نہیں سجتی۔

جناب قارئین! غور فرمائیں کہ یہ خطبہ بنام علی بنانے والوں نے انسانوں کی قیادت اور امامت کے منصب کو قریش کے قبیلہ میں بند کر دیا ہے، جبکہ اللہ عزوجل نے اسلام میں اس نسل پرستی والی برہمنیت کو اپنے فرمان لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ سے کچل دیا کہ میرٹ کی چیزیں نسلی میراث پر نہیں دی جائیں گی، اسکے باوجود جناب علی کرم اللہ وجہہ کی طرف خطبہ بنانے والوں نے اس جملہ کا بھی اضافہ کیا ہے کہ امامت بھی عام قریشیوں میں سے کسی کو نہیں دی جائے گی وہ بھی اسکی شاخ ہاشمیوں کی اولاد کو دی جائے گی،، خطبہ کی یہ بات بھی سراسر خلاف قرآن ہے اسلئے کہ قرآن میں مطلق قریش کا تو ذکر ہے، ہاشمیوں کی تخصیص کا ذکر تو کہیں بھی نہیں ہے، اگر ہاشمی شاخ قبیلہ قریش میں سب سے زیادہ اتم ہے تو قرآن کو انکا نام لینا چاہیے تھا۔ اگر کتاب نہج البلاغہ میں خطبات علی جمع کرنے والوں کو ہاشمیوں کی برانچ سے امامت کو مکہ اور مدینہ سے فارس میں لانی تھی تو قریش کے پورے قبیلہ کی تاریخ میں، امیہ ہاشم۔ عبدالمطلب عباس ان سب سے زیادہ نامور شخصیت تو جناب محمد الرسول اللہ کی تھی اور ہے، تو پھر امامت کیلئے ہاشمی کی جگہ محمدی کیوں نہیں؟۔ قرآن حکیم میں امیہ ہاشم، عبدالمطلب اور عباس کے نام تک نہیں ہیں جبکہ جناب محمد علیہ السلام کا نام بھی قرآن میں موجود ہے اور یہ کہنا کہ جناب رسول علیہ السلام کی حیاتی سے پہلے کے یہ عمائدین قریش کے نام ہیں تو یہ بھی سراسر جھوٹ ہے، کیونکہ علم حدیث بنانے والوں نے اسلام اور جناب رسول اللہ اور اہل عرب سے نفرت کی بنیاد پر یہ گالیوں والے تبرائی نام خود گھڑے ہیں اور ان ناموں کی جھوٹی تاریخ بنائی گئی ہے۔ یہ نام کوئی ان کے ماں باپ کے رکھے ہوئے بھی نہیں

ہیں۔ کیونکہ امیہ کی معنی ہے ماں والا اس کی معنی میں گالی بنتی ہے یعنی اسکے بغیر نکاح پیدا ہونے کی تلمیح بنتی ہے۔ لفظ عباس ماخوذ ہے عبس سے عبس کی معنی اونٹ کا پیشاب اور مینگنییں جب اسکے دم کو لگ کر سوکھ جائیں تو اس خشک آمیزہ کو عبس کہا جاتا ہے یعنی عباس کی معنی بنے گی گندے منہ والا۔ اور عبدالمطلب لام کے زیر ساتھ کی معنی ہے بھکاری کا بندہ، ویسے مطلب کوئی اللہ کے ناموں میں سے اسکا نام بھی نہیں ہے مطلب کی معنی ہے، مانگنے والا، اللہ عزوجل کوئی منگتا فقیر نہیں ہے، اللہ طالب نہیں ہے اللہ تو مطلوب ہے، اگر کوئی کہے کہ مطلب لام کے زبر کے ساتھ ہے تو ہمارا سوال ہو گا کہ ایسے متشبہ نام کیوں رکھے گئے ہونگے جنگی اعرابوں کی ہیر پھیر سے بدنیت لوگ اپنی تبرائی ذہنیت کی تسکین کریں اور جبکہ مطلب اللہ کے ناموں میں سے بھی کوئی نام نہیں ہے۔ سو اس حقیقت کو ہمیشہ ذہن میں رکھا جائے کہ یہ اسطرح کے سارے نام تبرائی علم حدیث بنانے والوں کی ایجاد ہیں، انہوں نے جسطرح حدیثیں خلاف قرآن اور جناب رسول کے شان کے خلاف تبرا والی بنائی ہیں اسطرح یہ نام بھی سب ان لوگوں کی تبرائی ذہنیت کی ایجاد ہیں۔ مسلم امت اور عربوں کی حقیقی تاریخ کو انہوں نے ہلاکو کے حملہ کے وقت دریاء دجلہ میں بہادیا ہے اور جلادیا ہے اس لئے علم حدیث اور روایات سے ملے ہوئے خلاف قرآن ناموں (11-49) کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا، میں اب خطبہ 144 کے اقتباس پر تبصرہ ختم کرتے ہوئے قارئین کی خدمت میں عرض گذار ہوں کہ میرا جو آئیڈیل جناب علی رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول اور جناب رسول کا عم زاد بھائی ہے وہ ایسی خلاف قرآن باتین اپنے خطبہ میں نہیں فرمائیں گے۔ اگر کوئی بضد ہو کہ یہ خطبہ والی باتیں درست ہیں اور فرمودات علی میں سے ہیں تو انکا والا علی جو افغانستان کے شہر مزار شریف کی مزار میں مدفون ہے پرانے فارس کی حدود میں ان دنوں آج کا

افغانستان، سمرقند، بخارا، تاجکستان اور کرغزستان سب آجاتے تھے، تو شاہ فارس یزدگرجب جنگ قادسیہ سے شکست کھا کر اپنے مشرقی علاقوں میں آبسا تھا تو اسنے اپنے دانشوروں سے رد قرآن اور رد اسلام کے لئے جو امامی اسلام آکر ایجاد کرایا تھا یہ سب آل اور اس سے منسلک افراد اور فلسفے اسی کے فلسفہ اور گھڑاوتوں کا حصہ ہیں۔ پروفیسر ہٹی نے اپنی کتاب "شام" میں جناب علی کی طرف منسوب ساری کرامات کہ وہ بادلوں میں گرجتے تھے بادلوں کی چمک اسکی مسکراہٹ ہے وغیرہ وغیرہ لکھ کر اخیر میں چند سطروں میں لکھا ہے کہ یہ سب تعریفیں غلو ہے، ہم جو اصل علی کو دیکھتے ہیں وہ دیگر اصحاب رسول کی طرح کی شخصیت ہیں ان سے مختلف نہیں ہیں۔

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر 80 پر تبصرہ

[میں یہاں عربی عبارت نہیں لارہا اور علامہ سید شریف کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں] اے گروہ مردم! عورتوں کے ایمان، حصے اور عقلیں ناقص ہوتی ہیں۔ نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ایام حیض میں نماز روزہ ادا کرنے کے قابل نہیں رہتیں۔

نقص عقول کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار پائی ہے۔ اور حصہ کی کمی کا ثبوت یہ ہے کہ میراث میں ان کا حصہ مردوں کے مقابلہ میں نصف ہوتا ہے۔ پس بری عورتوں سے ڈرتے رہو اور اچھی عورتوں سے بھی خوف زدہ رہا کرو۔ اچھی باتوں میں بھی ان کے فرمان بردار نہ بن جایا کرو تاکہ بری باتوں میں مشورہ دینے کی انہیں ہمت ہی نہ ہو۔ (خطبہ ختم)

جناب قارئین! مناسب سمجھتا ہوں کہ اس خطبہ کے اندر جو عورتوں کی توہین اور تذلیل کی گئی ہے میں اسپر تبصرہ کرنے سے پہلے مردوں اور عورتوں کے آپسمیں موازنہ اور مرتبہ کے لحاظ سے قرآن حکیم کا حوالہ پیش کروں کہ وہ عورتوں کی حیثیت کیا متعین کرتا ہے پھر تبصرہ اسکے بعد میں کرونگا، فرمان ربی ہے کہ: إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (33-35) جناب قارئین! اس آیت کریمہ میں گیارہ اوصاف جمیلہ وحمیدہ بیان کی گئی ہیں، جن سب میں عورتوں کو اللہ پاک نے مردوں کے ساتھ برابر کی مساویانہ حیثیت میں ذکر فرمایا ہے جو یہ ہیں، ترجمہ بلاشبہ مسلم مرد اور عورتیں، مؤمن مرد اور عورتیں، فرمانبردار مرد اور عورتیں، سچائی کے پیکر مرد اور عورتیں استقامت دکھانے والے مرد اور عورتیں۔ نوع انسان کی حاجات میں انہیں کام آنیوالے جھکاء کے ساتھ پیش آنیوالے مرد اور عورتیں، اپنا مال متاع اللہ کی راہ میں حاجتمندوں کے درمیان صدقہ اور خیرات کرنے والے مرد اور عورتیں۔ خواہشات نفسانی پر کنٹرول کرنے والے مرد اور عورتیں، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں، قوانین الاہی کو یاد رکھنے والے مرد اور عورتیں۔ ان سب کے لئے اللہ نے اپنی طرف سے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہے۔

جناب قارئین! اس آیت کریمہ میں عورت کو قرآن نے مردوں کی جملہ عظمتوں میں برابری کے بنیاد پر شریک دکھایا ہے سو آیت کریمہ کے صرف ترجمہ سے ہی خطبہ بنانے والوں نے جو میرے والے آئیڈیل علی کی طرف خلاف قرآن عورتوں کی تذلیل کی باتیں

منسوب کی ہیں انکے غلط ہونے کا ثبوت مل جاتا ہے۔ لیکن میں مناسب اور ضروری سمجھتا ہوں کہ اثنا عشری مارکہ شیعوں اور سنی مارکہ شیعوں نے جو اپنی اپنی حدیثوں میں جناب رسول علیہ السلام اور جناب علی کرم اللہ وجہہ کے اسماء گرامی کی طرف جھوٹی حدیثیں منسوب کرکے جو عورتوں کو خسیس بنانے کی بگاڑی ہوئی بائیبل سے خرافات والی سوچ کو نقل کرکے یہود ونصاری سے علمی میراث کا اپنا رشتہ جوڑا ہے، اس سے اہل کتاب روایت ساز اور مسلم امت کے روایت سازوں کی آپس میں فکری رشتہ داری اور علم وحی سے جنگ میں شراکت داری کا ثبوت مل جاتا ہے۔

کیونکہ بائیبل کی روایات میں بھی عورتوں کی تذلیل کی گئی ہے سنی مارکہ شیعوں کی حدیثوں میں بھی عورتوں کی تذلیل کی گئی ہے اور اثنا عشری مارکہ شیعوں کے اس خطبہ منسوب بنام علی کے اندر بھی آپ نے عورتوں کی تذلیل ابھی ملاحظہ فرمائی، امید ہے کہ اس سے علم وحی کے دشمنوں کی مشترکہ تحریک اور تنظیم کی فکری و نظریاتی وحدت اور انکے کنٹرول روم کے ایک ہونے کا آپ اندازہ لگا چکے ہونگے۔

جناب قارئین! آیت ھذا سے نہج البلاغہ کے خطبہ میں عورتوں کے ناقص الایمان والے الزام کا جواب، والمؤمنین والمؤمنات سے لگا چکے ہونگے یعنی ایمان کے مرتبہ میں، مقدار میں، جیسے مؤمن مرد ایسے ہی مؤمن عورتیں، جہاں تک خطبہ کی حدیث بنانے والوں نے جو لکھا ہے کہ عورت حیض کی حالت میں نماز روزہ ادا کرنے کے قابل نہیں رہتی۔ تو یہ بات انکی اپنی گھڑاوت ہے قرآن میں اسکا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ روزوں کے ذکر میں جو قرآن کے اندر آیت کریمہ میں ہے کہ: وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (2-185) یعنی سفر اور مرض کی حالت میں روزے بعد میں حضر اور صحت کے وقت رکھے۔ سو جاننا چاہیے کہ عورت کو ماہواری کا آنا یہ صحت ہے اور نہ آنا بند ہو جانا یہ بیماری اور مرض ہے۔ جسطرح کسی سلسل بول کے عارضہ والے شخص کو روزہ رکھنے کیلئے مرض قرار نہیں دیا جائیگا یعنی گھڑی گھڑی بار بار پیشاب کے سبب ایسے آدمی کو روزہ رکھنے کی معافی نہیں ملے گی تو زیادہ سے زیادہ عورت کو حیض آنا بھی اس سلسل بول والے شخص کے موافق کہا جائیگا۔ لیکن یہاں تو یہ بات بھی خیال میں رہے کہ سلسل بول بار بار پیشاب آنا مثانہ کی کمزوری والی تو عارضہ اور بیماری ہے، لیکن اس قسم کی بیماری میں بھی جب روزہ کی معافی نہیں ہے، اسکے مقابل ماہواری کا آنا یہ تو مکمل صحت کی علامت ہے اسلئے خطبہ ساز اور حدیث ساز گروہ نے حیض کو مرض سے شمار کرکے ایک طرف اپنی جہالت دکھائی ہے، دوسری طرف عورتوں کے مخالفت کی قرآن پر بھی چغلی کھائی ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم میں عورتوں کی ماہواری کا چار بار ذکر آیا ہے ان میں کہیں بھی اسے بیماری سے تعبیر نہیں کیا گیا۔

ان حدیث سازوں اور خطبہ سازوں نے جو عورت کو گواہی میں مردوں کے مقابلہ میں ایک کے بجاء دو عورتوں کو لانے کے قرآنی حکم سے اسکو ناقص العقل قرار دیا ہے۔ مجھے تعجب ان حدیث ساز امامی گروہوں کے عالموں کی فہم قرآن والی عقل پر ہے، جو یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ کوئی عورت تو کیا مرد بھی اگر ناقص العقل یا پاگل ہوگا تو اسکی بھی شاہدی قبول نہیں ہوگی، اور ناقص العقل عورتیں یا مرد اگر ایک یا دو تو کیا اگر پچاس یا سو بھی ہوں تو ان سب کی شاہدی قبول نہیں کی جائے گی۔ جیسے کسی دانشور کا کہنا کہ دو سو گدھوں کے دماغ

ملا کر ان سے ایک آدمی کا دماغ نہیں بنایا جاسکتا، تو اسطرح ناقص العقل دو کیا دس بھی اگر اکٹھے شاہدی دینگے تو شاہدی قبول نہیں ہوگی، رہا سوال کہ پھر قرآن حکیم نے کیوں فرمایا ہے کہ: فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ (2-282) یعنی شاہدی کیلئے اگر دو مرد دستیاب نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو دستیاب کیا جائے۔

اس آیت کریمہ میں تو صاف صاف عورتوں کے ساتھ مردوں کے مقابلہ میں اللہ کی طرف سے رعایت برتی گئی ہے اور شاہدی میں ایک مرد کی جگہ عورتوں کے دو ہونے کی قرآن حکیم نے اسکی علت اور سبب بھی بتادیا کہ عورتیں دو اسلئے کہ ایک، دوسری کو واقعہ کے بیان میں یاد دہانی کرائے۔ عورتوں کے ساتھ قرآن کی اسطرح کی رعایت یہ اللہ کی جانب سے عورتوں کی مکمل طور پر خصوصی رعایت اور طرفداری ہے ورنہ واقعات کو یاد رکھنے اور محفوظ رکھنے میں نسیان اور بھول پنا یہ تو مردوں میں بھی ہوتا ہے۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے ایک ساتھی کے ساتھ طلب علم مین طلب حقائق میں چلتے چلتے ایک دو آبہ تک پہنچے پھر کچھ دیر تھکاوٹ اتارنے کے بعد اٹھ کر سفر شروع کیا، تو انہیں یاد آیا کہ ہماری شکار کردہ مچھلی تو ساتھ نہیں ہے۔ وہ کوئی اسوقت تک زندہ تھی جو انکے دو آبہ پر کچھ دیر آرام کرنے کے دوران سرکتی ہوئی دریا کے اندر پانی میں جا ملی تھی۔ سو چلتے وقت راستہ میں بھوک لگنے پر مچھلی یاد آئی تو موسیٰ نے ساتھی کو مچھلی تیار کرنے کے لئے کہا تو اسنے کہا کہ وہ تو میں دو آبہ پر سے لانا ہی بھول گیا تھا، یہاں قرآن حکیم نے اللہ کے نبی موسیٰ اور اسکے ساتھی دونوں کیلئے فرمایا ہے کہ: فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ

بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا (18-62) یعنی ان دونوں نے اپنی مچھلی کی حفاظت کرنے اور سفر میں ساتھ لے جانے کو بھلا دیا، غور کیا جائے کہ بھول پنا اور نسیان صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا یہ تو مردوں میں بھی ہوتا ہے، سو شاہدی میں عورتوں کے ایک مرد شاہد کے مقابلہ میں عورتوں کا دو ہونا یہ قرآن حکیم میں اللہ کی عورتوں کے ساتھ اسپیشل رعایت ہے، اور یہ رعایت بھی اللہ نے انہیں اسلئے دی ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کے احبار و رہبان اور امت مسلمہ کے امامی علوم بنانے والے لوگ یہ سارے عورتوں کو لونڈیوں کی طرح دوسرے نمبر کا شہری بنانے پر تلے ہوئے ہیں سو عورتیں انکے مذہبی فتوے بازی والے علوم کے رعب تلے کنفیوز ہونگی جن کی خلاف قرآن فتوؤں کی روشنی میں جو غلط عدالتی قوانین کا دبدبہ بھی ہو سکتا ہے اسلئے قرآن نے فرمایا کہ کنفیوژن دور کرنے کے لئے ایک کے ساتھ دوسری بھی اسکا ساتھ دے ورنہ خصومات اور جھگڑوں میں مطلوبہ حوصلہ مندی اور کردار ادا نہ کرسکنا یہ صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے یہ کمزوری تو اللہ عزوجل نے ایسے مردوں کی بھی بیان فرمائی ہے، فرمان ہے کہ: أَوَمَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ (43-18) یعنی جن مردوں اور عورتوں کی پرورش زیورات کی زیبائش والے ماحول میں ہوتی ہو تو ایسے مرد بھی جھگڑوں کے معاملات میں سامنے آنے کا حوصلہ ہی نہیں رکھتے۔ جناب قارئین! شاہدیوں کی ضرورت تو خصومات اور جھگڑوں میں ہوتی ہے، وہاں قرآن نے عورت کی شاہدی کا تو ذکر کیا ہے لیکن جو زیب تنی کے زیورات والے کلچر میں مرد بھی اگر پرورش پاتا ہے تو قرآن نے انکے لئے بھی فرمایا کہ ایسا آدمی تو خصومات میں غیر مبین یعنی فریق مخالف کے خلاف اپنا کردار ادا کرنے کیلئے گھر سے ہی نہیں نکلے گا، سو امامی تعلیمات جو قرآن حکیم کی فلاسفی کو رد کرنے کیلئے گھڑی گئی ہیں تو

امامی پیروکار مولوی جواب میں اس آیت (18-43) میں مردوں اور عورتوں پر مشترکہ طور پر قرآن کی غیر مبین والی اس تنقید پر کیا جواب دیں گے؟، اس آیت میں تو صاف صاف طور پر قرآن نے ایسے مردوں کیلئے یعنی زیورات کے ماحول میں پلنے والوں کو غیر مبین کہکر بتا یا کہ ایسے مرد کو اگر آپ شاہد بھی بنائیں گے تو وہ کورٹ اور جرگہ میں پیش ہی نہیں ہو گا، گھر سے ہی نہیں نکلے گا، سو ایسے نکھٹو مرد سے عورت کا مقام قرآن نے اتنا تو اوپر کیا کہ وہ کسی سہیلی کو اپنی یاد دہانی کیلئے کورٹ میں ساتھ لاسکتی ہے، مجھے نسیان کا بڑا عارضہ ہے میری دل میں آتا ہے کہ اللہ میرے جیسے مردوں کو بھی یاد دہانی والا ساتھی شاہدی کے وقت ساتھ لانے کی رعایت دیتا تو اچھا ہوتا، لیکن یہ رعایت اللہ نے اگر صرف عورتوں کیلئے روا رکھی ہے تو مجھے اللہ کے حضور میں احتجاج کرنے کی ہمت نہیں ہے ورنہ دل تو میرا ابھی چاہتا ہے کہ کاش مجھے بھی یہ عورتوں کو ملی ہوئی رعایت ملتی۔ بہر حال آج کے دور میں بھی کئی ایسی عورتیں ہیں جو ان امامی علوم کے مرتب موجد، مدون اماموں سے علم، ایمان اور عقل میں بہت برتر ہیں، جنہیں بڑے پیچیدہ سائنسی مضامین میں P.H.D کی ڈگریاں حاصل ہیں، سو اگر عورت امامی علوم گھڑنے والوں کے بقول ناقص العقل ہوتی تو سورت الاحزاب میں ابھی جو آپ مؤمن مردوں کی گیارہ عدد اوصاف عالیہ پڑھکر آئے، جن میں عورت انکے شانہ بشانہ برابر کی شریک دکھائی گئی ہے، تو ان اوصاف عالیہ پر فائز کوئی بھی عورت ناقص العقل نہیں ہو سکی اسلئے اس قسم کی حدیثیں بنانے والے امام لوگ یہ ان یہود و نصاری کے پیروکار ہیں جنہوں نے توریت اور انجیل کو بگاڑا اور یہ شاہ کسری کے ایجنٹ لوگ قرآنی تعلیمات کو بگاڑنے کیلئے جناب رسول اللہ اور اسکے اصحاب کرام کے ناموں سے روایات اور خطبات بنا کر اپنے دشمنان اسلام آقائوں کو خوش کر رہے ہیں، اسکے بعد پھر ان قرآن دشمن حدیث ساز

اماموں نے عورت کو باپ کی طرف ورثہ کے حصہ میں بھائیوں کے مقابلہ میں جو فرمان قرآن ہے کہ: يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ (4-11) یعنی بھائی کو حصہ دو بہنوں کے برابر دیا جائیگا، اس مسئلہ میں بھی بغیر سوچے آسمان سر پر اٹھائے ہوئے ہیں کہ ورثہ کی تقسیم سے مرد کی فضیلت عورت کے اوپر ثابت ہو گئی، باوجودیکہ قرآن دشمن حدیث ساز امام بخوبی جانتے ہیں کہ حقیقت اسکے برعکس ہے وہ یہ کہ اللہ نے بیٹی کو شادی کے وقت اپنے ہونے والے شوہر کی معرفت نکاح کے مہر میں سونے چاندی کا ڈھیر دلایا ہے (4-20) جسکی مالیت آج کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق چالیس پچاس لاکھ سے بھی اوپر بنتی ہے پھر جب لڑکی کو شادی میں شوہر کی طرف سے مال ملتا ہے تو ورثہ میں ملی ہوئی کمی کا ازالہ اس مہر کی رقم سے ہو گیا، اور جو اسکے بھائی کو دگنا حصہ ملا تھا، جب وہ شادی کریگا تو اسے جو ورثہ میں دگنا حصہ ملا تھا وہ اپنی ہونے والی دلہن کو ورثہ میں ایک زیادہ ملا ہوا حصہ مہر میں دیگا پھر تو اسطرح سے بھائی بہن انہیں ورثہ میں ملی ہوئی رقم سے برابر ہو جاتے ہیں، البتہ یہ برابری کے صرف روٹ مختلف ہیں، لوگ اگر ان پر غور کرینگے تو بہن بھائی کے درمیان برابری کے مسئلہ کو سمجھ جائیں گے، بہن بھائی کے ورثہ کے حصول میں برابری کی اصل حقیقت کو سمجھنے میں رکاوٹ علم حدیث کی جو نکاح کے اندر عورتوں کو دئے جانے والے مہر سے متعلق روایات ہیں مقدار مہر کے متعلق حکم قرآن کے خلاف، حدیث ساز امام مافیا نے جناب رسول علیہ السلام کے اسم گرامی کے حوالہ سے ایسی حدیثیں بنائی ہیں جو سنی مارکہ شیعوں کے ہاں دس درہم رقم نکاح کے مہر میں دینا کافی ہو جاتا ہے اور اثنا عشری شیعوں کے ہاں پانچ سو درہم مہر میں دینے سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے اور اہل حدیث نامی فرقہ والوں کے ہاں نکاح کے مہر میں لوہے کی مندری یا چھلہ دے سکتا ہے اگر یہ بھی نہ ہو تو بیوی کو مہر میں قرآن کی کچھ سورتیں سنانے سے

ہی انکا کام چل جائے گا حدیثوں کی روشنی میں۔ تو امامی علوم کی ایسی روایات سے لوگوں کا ذہن قرآن کی طرف سے مہر کی مالیت وَإِنْ أَرَدتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا (4-20) سونے اور چاندی کے ڈھیر جو آجکل اندازا پچاس لاکھ روپیہ ہو جاتا ہے کی طرف کیونکر جاسکے گا، ورثہ سے متعلق قرآن حکیم کے مذکورہ قانون کے بارے میں اگر کوئی شخص سوال کرے کہ بیٹے اور بیٹی کے حصہ میں ایک گنا اور دو گنا کا فرق اگر شادیوں میں مہر دینے کی وجہ سے ہے تو اگر باپ زندہ ہے اور اسنے اپنی زندگی میں بیٹے بیٹیوں کی شادی کرادی ہے اسکے بعد وہ مر گیا ہے تو اس صورت میں ورثہ برابری پر کیوں کر تقسیم نہیں ہوگا؟ اسکا بھی جواب یہ ہے کہ بیٹی جب شوہر کے گھر گئی تو وہاں خانہ داری اور انکو ہونے والی اولاد کے اخراجات میں اسکی معاونت کرنے والا ذمہ دار اسکا شوہر ہوتا ہے لیکن بیٹے کیلئے اپنا گھر بسانے میں اسے کسی کی معاونت نہیں ہوتی، اسکے اخراجات کا سارا بار اس اکیلے کے کندھوں پر ہوتا ہے، اسلئے اسے ورثہ میں سے بہن کے مقابلہ میں جب حصہ دگنا دیا جائیگا تو بھی حقیقت میں کہنے کیلئے تو وہ دوگنا ضرور ہے لیکن اصل میں وہ بھی بہن کے برابر ہے، اسلئے کہ اسے بہن کی طرح کسی کی معاونت حاصل نہیں ہے۔ لیکن ورثہ کوئی دائمی قانون نہیں ہے یہ تو اتنے تک ہے جبتک کلاس لیس سوسائٹی اور معاشی مساوات والی اسلامی حکومت قائم ہو جائے اسکے بعد جملہ مالی امور کی کفیل حکومت ہوگی۔

محترم قارئین! اس خطبہ میں حضرت علی کی طرف جو یہ باتیں منسوب کی گئی ہیں یہ سراسر قرآن کے خلاف ہیں عورت مرد کے مقابلہ میں نہ ایمان میں کم ہے نہ عقل میں کم ہے نہ ورثہ کے مالی حصہ میں کم ہے سو عورتوں کی تذلیل اور تحقیر اسلامی لٹریچر میں یہ بائبل

سے نقل کی گئی ہے۔ جناب علی جیسے عالم قرآن کی طرف ان باتوں کی نسبت کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

خطبہ نمبر 175 کی عبارت پر تبصرہ

عبارت ہے کہ: وان الله سبحانه لم يعظ احدا بمثل هٰذا القرآن فانه حبل الله المتين وسببه الامين (صفحہ نمبر 526) "یعنی بیشک اللہ نے کسی کو ایسی نصیحت نہیں کی جو اس قرآن کے مثل ہو کیونکہ یہ خدا کی مضبوط رسی اور امن امان سے بھرپور بہترین وسیلہ ہے"

جناب قارئین! خطبہ کا یہ حصہ بھی سراسر غلط ہے اور خلاف قرآن ہے جو حضرت علی سے محبت اور عقیدت کے دعویداروں نے اسکے نام سے مشہور کر دیا ہے۔ یہ قرآن کے خلاف اسطرح ہے کہ خود قرآن نے فرمایا کہ: إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ (4-163) یعنی اے خاتم الرسل! ہم نے آپکی طرف جو وحی کی ہے یہ بعینہ ایسی ہے جسطرح کہ ہم نے وحی کی تھی نوح کی طرف اور ان انبیاء کی طرف جو اسکے بعد آئے۔ اب غور کیا جائے کہ اللہ نے خود قرآن میں جملہ انبیاء کو ملی ہوئی علم وحی کو قرآن حکیم سے کما اوحینا کے جملہ سے مشابہ اور مماثل کہا ہے۔ اب ہر کوئی سوچے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہرت ہی قرآن دانی اور قرآن فہمی کے حوالہ سے ہے تو ایسا آدمی قرآن کی تفہیم کے خلاف کیونکر کوئی بات کریگا، اور ویسے بھی سوچنے کی بات ہے کہ جب جملہ انبیاء کو ملی ہوئی کتابیں اور صحیفے اللہ کی جانب سے ملی ہوئی ہیں تو کیا اللہ میں معاذ اللہ اگلی کتابیں بھیجنے کے وقت اتنی صلاحیت اور میرٹ نہیں تھی جو انہیں اس کوالٹی کے مطابق نہیں بھیج سکتا تھا۔

اللہ نے تو فرمایا کہ: إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ (44-5) جناب قارئین!
اس آیت کریمہ میں جو لقب کتب تورات کو دے دی گئی ہے کہ وہ ہدایت کی کتاب اور نور
ہے سب لوگ جانتے ہیں کہ یہی القاب قرآن کے بھی ہیں حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں، (2-
185) (174-4) قرآن حکیم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی کتب میں صرف یہ فرق ہے
کہ وہ کتب انکی قوموں اور زمانوں تک محدود تھیں، جبکہ قرآن حکیم عالمگیر، بین الاقوامی اور
جملہ انسانوں کے لئے قیامت تک کی کتاب ہے۔ مطلب کہ قرآن اور اگلی کتابوں کے وعظ
اور نصیحتیں ایک ہی ہیں فرق صرف عرصہ اور ذات انسان کو محیط عالمگیر رینج کا ہے۔ (2-
185)

قرآن نے دنیا سے غلام سازی کی لعنت کو ختم کیا ہے

فرقہ اثنا عشری نے غلامی کو جنت مین بھی جاری دکھایا ہے، پہلے قرآن حکیم نے غلام
سازی اور غلام داری کی جو منع فرمائی ہے اسکے حوالہ جات عرض کروں، جاننا چاہئیے کہ غلام
سازی لڑائیوں میں فریق مخالف پر غالب آنے کے بعد انکے لشکریوں کو قید کرنے سے شروع
ہوتی تھی تو قرآن نے اسپر بندش لاگو کی کہ اے نبی اب تیری معرفت دشمن کو قید کرکے
غلامی کی لعنت کو ہم ختم کرتے ہیں۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ
(67-8) اور جو وقتی ضرورت کے لئے دوران جنگ مخالفوں کو قید کرنا ہوتا ہے تو انکے لئے
بھی قرآن نے فرمایا کہ: فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا (4-47)
یعنی ان قیدیوں کو بطور احسان آزاد کرو یا جرمانہ لیکر آزاد کرو! محترم قارئین! غلامی ایک بوجھ

ہے قرآن حکیم نے کئی مقامات پر فرمایا ہے کہ: أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ (38-53) کوئی
کسی کا بوجھ نہ اٹھائے یہ حکم پورے قرآن میں پندرہ بار سے بھی زیادہ دیا گیا ہے۔

جناب علی کی طرف منسوب خطبہ بغیر الف، میں ہے کہ، لیکن وہ شخص جو مستحق
عذاب نہیں ہے وہ جنت کے مضبوط محلوں میں عزت کے ساتھ ہمیشہ رہے گا جہاں حور عین
اور خادم (غلمان) اس کی ملکیت ہونگے اور جام کوثر کے دور چلیں گے۔ نہج البلاغہ صفحہ 671
(ترجمہ علامہ سید شریف رضی) محترم قارئین! آپنے غور فرمایا کہ اللہ پاک نے غلامی غلام
سازی کو قرآن حکیم میں خود دنیا کے اندر بھی (157-7) جابجا رد کیا ہے لیکن امامی علوم
ایجاد کرنے والے تخت یزدگر کے نمائندے غلامی کو جنت میں بھی جاری دکھا رہے ہیں۔ پھر
ایسی جنت، اس میں رہائش پذیر غلاموں کیلئے تو دوزخ ہوگی۔ قرآن میں جن غلمانوں کا ذکر کیا
گیا ہے وہ تو اہل جنت کی وہ اولاد ہوگی جو بچپن کی عمر میں مرگئی ہوگی۔ انکو غلام قرار دینا تو ان
بچوں پر ظلم ہوگا اور خلاف قرآن بات ہوگی (24-52)!!!۔ اور غلمانوں کی اس امامی علوم کی
تعریف اور تعبیر سے تو جنتی معاشرہ واہیات تصور کیا جائیگا غلمان اور غلام میں فرق ہے حدیث
سازوں نے غلمانوں کو غلامی کی معنی میں لاکر عربی زبان کی لغت اور ادب میں حسب عادت
خیانت کی ہے۔

کتاب نہج البلاغہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مکتوب نمبر 53 ہے جو اسنے اپنے
مصر کے گورنر مالک بن اشتر کو لکھا ہے یہ خط پچیس صفحات سے زیادہ صفحوں پر لکھا ہوا ہے۔
اس پورے خط میں ملکی انتظام اور محکمہ جاتی نظم و نسق کی نہایت تفصیلی ہدایات دی ہوئی ہیں
اس اتنے مفصل طور پر لکھے ہوئے خط میں ایک بار بھی محکمہ تعلیم کے حوالہ سے تعلیم قرآن
و تفہیم قرآن کی ہدایات نہیں لکھی گئیں جبکہ نہج البلاغہ میں جناب علی کا ایک مکتوب نمبر 31

اپنے بیٹے حضرت امام حسن کے نام سے بھی لکھا ہوا ہے، یہ خط اٹھارہ صفحات سے بھی زیادہ پر لکھا ہوا ہے، اس پورے خط میں اپنے بعد بننے والے جاء نشین امام کو کئی ساری ہدایات لکھی ہیں اس پورے ہدایت نامہ میں کہیں بھی حکومت میں تعلیم قرآن عام کرنے کی ہدایات موجود نہیں ہیں، جبکہ علی اور اسکی اولاد خاندان نبوت کا حصہ بھی ہیں پھر جناب رسول کی میراث، اور ورثہ کتاب قرآن بھی تو ہے (32-35) (14-42) پھر جناب علی کو اپنے سرکاری خطوط میں باغ فدک سے بھی زیادہ اپنی اصل میراث ورثہ کتاب قرآن کے ترویج و تعلیم کی کہیں بھی فکر نظر نہیں آتی سو کیوں؟ کتاب نہج البلاغہ میں جناب علیؑ کے جملہ مکتوبات (خطوط) لکھے گئے ہیں جو اپنے عاملوں کو لکھے ہیں اندازا وہ ستر ہونگے ان سب میں سے کسی ایک خط میں بھی عامۃ الناس اور اولاد مسلمین کے لئے تعلیم قرآن کی درسگاہیں قائم کرنے انکے مسائل اور قوانین پڑھنے پڑھانے کا کہیں کوئی ذکر ہی نہیں ہے، پھر کوئی بتائے کہ جانشین رسول، قرآن سے اتنا غافل ہو سکتا ہے؟ جبکہ رسالت کا مقصد ہی ورثہ کتاب قرآن کی تبلیغ بلغ ماانزل الیك ہے۔ یہاں میں اثنا عشری شیعوں سے یہ معذرت بھی کرتا چلوں کہ میری یہ شکایات صرف انکی کتابوں سے نہیں ہیں، میں اثناعشریوں کے لٹریچر کے مقابلہ میں اہلسنت کہلانے والے چہار امامی شیعوں کی کتابوں کے خلاف قرآن ہونے اور انہیں دینی تعلیم کے نصاب اور کورسز سے خارج کرنے کا احتجاج اپنی متفرق کتابوں میں بہت زیادہ مقدار میں لکھ چکا ہوں، سنی لوگوں کے علمی لحاظ سے دماغ قرآن کی طرف سے اتنے تو سُنّ ہیں جو انہیں لفظ سنت کی قرآن کی بتائی ہوئی معنی اور مفہوم بھی معلوم نہیں ہے۔ میں اب اس موضوع پر زیادہ تو نہیں لکھوں گا کیوں کہ میں یہ بحث اپنی کتاب "امامی علوم اور قرآن" میں قدرے تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں جو کتاب 235 صفحات پر مشتمل ہے، میں لفظ

سنت کے اصل مفہوم کو یہاں صرف اشارہ کے طور پر سورت النساء سے ایک آیت کریمہ پیش خدمت کرتا ہوں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (4-26) (ترجمہ) اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے لئے کھول کر بیان کرے اور ہدایت دے انکی راہوں کی (طریقوں اور سنتوں کی) جو لوگ تم سے پہلے تھے اور پالوٹ کرے تم پر (اپنی رحمتوں کی) اور اللہ باخبر جاننے والا اور حکمتوں والا ہے۔ اس آیت کریمہ میں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ اس مقام پر قرآن کی عربی میں لفظ سنتوں کی معنی تاریخ کے معنوں میں کی گئی ہے، دوسرے نمبر پر قرآن نے جن لوگوں کی سنتوں کی طرف رہنمائی کرائی ہے وہ اہل کتاب یہودی لوگ ہیں، انکا وہ ایسا دور ہے جس کیلئے قرآن حکیم نے بتایا کہ: وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ (45-16) یعنی بلاشک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت سے سرفراز فرمایا اور پاکیزہ رزق عطا کیا اور جہانوں پر فضیلت عطا کی، سو یہودیوں کے ایسے دور کی طرف رہنمائی کرنے کا مطلب ہے کہ ماضی میں تاریخ میں جن قوموں کو جو عروج فضیلت اور ترقی حاصل ہوئی ہے آپ لوگ بھی انکی سنتوں یعنی اچھائیوں کی پیروی کریں۔ قرآن حکیم کی اس غیر جانبدارانہ سیکیولر تعلیم سے ایک تو ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم فرقہ جاتی تعصب سے دور رکھنا چاہتا ہے۔ دوسرا یہ بھی ثابت ہوا کہ لفظ سنت کی معنی میں اتنی تو کشادگی اور فراخی ہے جو اگر کوئی چیز یہودیوں کی بھی اچھی ہے تو اسے بھی انکی سنت کہکر قرآن نے انکے راستہ پر چلنے کا حکم دیا ہے (4-26) کہ انہیں اپنانا چاہیے۔ میں اثنا عشری شیعوں اور اہل سنت کہلانے ولے چہار امامی شیعوں کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ اور ہمدردانہ طور پر عرض کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی تعلیم امامی اور فرقہ

جاتی ہے، جسکانام علم الحدیث علم فقہ اور علم تفسیر بالروایات مشہور کیاہواہے، یہ ٹوٹل قرآن حکیم کے خلاف ہے۔ آپ لوگ اگر خالی الذہن ہو کر قرآن کو پڑھیں گے تو کوئی ایسی رہنمائی نہیں ہے جو آپکو قرآن سے نہ مل سکے، میں اس دعوی کو سمجھانے کے لئے عرض کروں، کہ قرآن اس شخص کو سمجھ میں آسکتا ہے جو کوئی پہلے اپنادماغ انسانی گھڑاوتوں سے پاک اور خالی رکھے(79-56)، جناب خاتم الانبیاء علیہ السلام کی معرفت جس زمانے میں اللہ نے انسانوں کی ہدایت کیلئے قرآن حکیم بھیجاتو یہ امانت اور نعمت عرب قوم کی معرفت دینے میں بھی یہی فلاسفی مد نظر رکھی ہوئی تھی، جو فارس روم اور دربدر یہود سب اپنی اپنی جگہ پر دعویدار تھے کہ انکے علوم اللہ کی جانب سے انہیں ملے ہوئے ہیں اور انکی دعوی یہ تھی کہ نحن ابناء اللہ (ہم اللہ کے بیٹے ہیں) تو اللہ عزوجل نے جب دیکھا کہ ان سب نے میری تعلیمات جو انبیاء کی معرفت ملی ہوئی تھیں ان کو انہوں نے مسخ کر دیا ہے (22-52) اس لئے رب پاک نے نئے سرے سے دنیا کائنات کیلئے تاقیامت ہدایت کی کتاب قرآن دینے اور پہنچانے کیلئے ایسی قوم کاانتخاب کیا جس قوم کو رومیوں، فارسیوں اور یہودیوں کی طرح یہ گھمنڈ نہیں تھا کہ ہم کوئی اللہ کے بیٹے ہیں اور چہیتے ہیں اور ہمارے پاس اللہ کی کوئی کتاب موجود ہے مطلب کہ دوسری اقوام کے حساب سے خالی الذہن تھے انہیں جو شرکیہ خیالات تھے وہ انکی اپنی اختراع تھی انہیں یہ لوگ علم وحی کی عطا کردہ تصور نہیں کرتے تھے۔ میں دنیا بھر کے جملہ انسانوں کو اور بالخصوص مسلم کہلانے والی امت کے جملہ فرقوں کو اصل راز کی بات بتادوں کہ علم وحی کے پیروکاروں میں یہ تفرق اور تشتت والا خلاف قرآن امامی علم بگڑی ہوئی انسانیت کے تین اداروں جاگیر دار شاہی سرمایہ دار شاہی، خانقاہی گدی نشینوں والی مذہبی پیشوائیت کے اتحاد ثلاثہ نے تعلیمات وحی سے دنیاوالوں کو باغی بنانے کیلئے ایجاد

کرایاہے، جسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ابتداء آفرینش کے دن سے آدم اور آدمیت کے دونوں شریک پارٹنروں مرد اور عورت کو کہاتھا کہ لاتقربا ھٰذہ الشجرہ یعنی جو بھی کوئی چیز تم لوگوں کو تفرق، تشتت اور مشاجرت میں ڈالے اور تمہاری وحدت کو توڑے اسکے قریب نہ جائیں آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ شروع میں انسانی معاشرہ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً (2-213) تھا یعنی سب لوگ ایک کنبہ کے افراد اور ممبران کی طرح تھے، اس وحدت کو استحصالی ذہن کے لوگوں نے پاش پاش کیا، جو محنت کشوں کے استحصال سے لوٹ کھسوٹ کر کے خود تو امیر بنگئے لیکن کمانے والوں کے جسم کے کپڑے بھی چھین کر انکو ننگا کر دیا، (7-22) ایک طرف تو ان لٹیروں نے یہ عمل کیا دوسری طرف امۃ واحدہ یعنی دھرتی کے وسائل رزق میں سب انسانوں کے برابری والے علم وحی کے قانون وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ (10-41) رزق کے پیمانے حاجتمندوں میں برابری پر دینے ہونگے، کو توڑنے کیلئے خلاف قرآن کئی سارے علوم اور مکاتب فکر ایجاد کرائے، ایسے فرقوں کی ویسے تو دکانداری والی آپس میں رقابت تو رہتی آرہی ہے لیکن مشاہدات بتارہے ہیں کہ جب کبھی کہیں سے خالص قرآنی فکر کی کوئی دعوت اٹھی ہے تو یہ سارے فرقوں والے جو آپس میں قتل وغارت کی حد تک ایک دوسرے کے دشمن تھے اور ہیں، اپنے سارے اختلاف بھلاکر اسلام خطرہ میں ہے کے نعرہ پر قرآن کی بات کرنے والوں کے خلاف ایک ہوگئے ہیں، مثال کے طور پر اللہ نے قرآن میں اعلان کیا کہ محمد علیہ السلام کسی نرینہ اولاد کا ابا نہیں۔ یعنی اسے آل نہیں دی گئی اسلئے کہ ہمنے اسے خاتم الانبیاء بنایاہے۔ سوڈر ہے کہ دشمنان قرآن وختم نبوت جناب محمد علیہ السلام کو آل دینے کے بعد انکے وارث ہونے کے ناطے ہمارے علم وحی کی تعبیرات کو آل کی نسبی قرابت سے، انکے

ناموں سے, اس علم وحی کے اندر ملاوٹوں والی من مانی کریں گے۔ (33-40) اس طرح سے ختم نبوت کی فلاسفی ہی پاش پاش ہو جائے گی، سو جس سازش کا اندیشہ یا یقین تھا وہ جناب رسول کو نرینہ اولاد نہ ملنے کے اعلان کے باوجود پھر اسے علم وحی میں تحریف کرنے والوں نے تین عدد نواسے دیکر انہیں خلاف حکم قرآن (33-5) اٰل محمد مشہور کر دیا پھر انہیں امامت دیکر نبی پر درود بنایا کہ: اللھم صل محمد وعلی اٰل محمد۔ سو قرآن کی طرف سے جناب رسول کو اٰل نہ ملنے کے باجود امت کے سارے فرقے جو ٹکڑوں میں تقسیم شدہ بھی ہیں، اسکے باوجود نواسوں کو نسلی اٰل کا لقب دینے میں یہ سارے فرقے شریک ہیں اور متفق ہیں۔ میں اپنی اس دعوی کا ایک اور مثال بھی عرض کروں کہ سوویت یونین میں لینن نے مارکس کے فلسفہ معاشیات جس میں قرآن کے معاشی نظریہ (2-219) کی طرح ذاتی ملکیت کا انکار ہے اسپر انقلاب لایا پھر دنیا بھر کی جاگیر دار شاہی، سرمایہ دار شاہی خانقاہی دنیا اور مختلف مذاہب والے لوگ جو ایک دوسرے کو کافر کہنے والے تھے وہ سارے ملکر سوویت روس والوں کو کافر کہتے رہے، پھر جب نیٹو معاہدہ کے سارے ممبر ملک اتحاد کر کے اسکے ساتھ سرزمین افغانستان میں جنگ لڑنے لگے تو اس میں مسلم ممالک اور انکے سارے فرقے نیٹو کی قیادت میں اسے کفر و اسلام کی جنگ کہکر سوویت یونین کے خلاف لڑنے لگے۔ لوگوں کو مسلم امت والوں کو اللہ عزوجل سمجھ اور ہدایت دے جس سے وہ اصل دشمن کو سمجھیں جو کہ جاگیر دار سرمایہ دار اور خانقاہی گدی نشین کی شکل میں لوگوں کی محنتوں کو لوٹ کر مفت خوری سے ٹھاٹھ بنائے بیٹھے ہیں قرآن حکیم نے انہیں : هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ (22-19) سے تعبیر فرمایا ہے۔ یعنی فرقے تو دنیا میں بہت سارے ہیں لیکن انکے اختلافات اور جنگ کا پسمنظر اور مقصدیت بتا رہی ہے کہ اصل جنگ دو گروہوں میں ہے، ایک ہیں جو

اللہ کے نظام ربوبیت پر ایمان لانے والے جن کا نظریہ ہے کہ جو کمائے وہی کھائے (53-39) دوسرا گروہ ہے جو ایسے نظریہ کا انکار کرنے والا اور مفت خوری کو جائز کہنے والا، کئی سارے لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ میں قرآن کے نظریہ معاشیات کی باتوں کو خواہ مخواہ آج کی دنیا کی سیاسی بلاکوں کے ساتھ نتھی کر کے پیش کرتا ہوں جبکہ آج کی جدید سائنسی دنیا کا قرآن سے کوئی سروکار نہیں ہے، میں انہیں جواب میں عرض کرتا ہوں کہ سوویت یونین کے زمانہ میں دنیا جب نظریاتی طور پر تقریبا دو مساوی بلاکوں میں بٹی ہوئی تھی ایک بلاک جو ذاتی ملکیت کی نفی پر نظام چلا رہا تھا اسکے مقابل نولمٹ دولت رکھنے کے جواز والے بلاک نے جب مذہبی پیشوائیت کو افغانستان میں آگے رکھ کر پیچھے سے وہ خود لڑا وہ بھی دنیا بھر کے دولتیے ممالک کے نیٹو نامی اتحاد کے لیبل میں نیٹو کے اتحادی ممالک کے پیش امام امریکہ نے سوویت یونین کی شکست کے بعد پاکستان حکومت کو حکم دیا کہ آپ اپنے تعلیمی نصاب میں اسلامیات کے سبجیکٹ میں سے جہاد والی آیتیں نکالکر نئی اسلامیات ترتیب دیں۔ اب کوئی بتائے کہ جب تک ملک سوویت یونین فتح نہیں ہوا تھا تو مسلم ممالک کو حکم ملا ہوا تھا کہ آپ اپنے نوجوانوں کو اسلام کی جہادی تعلیم دیں۔ پھر جب وہ فتح ہو گیا تو انہیں حکم دیا گیا کہ اب اسلامیات نامی سبجیکٹ نیا بناؤ جس میں جہاد والی آیتیں وغیرہ نہ ہوں امت مسلمہ کے لوگوں کو عالمی عفریتوں کی اس حکمت عملی سے پتہ لگانا چاہیے کہ دشمنوں کی تھنک ٹینک قرآن کو سمجھ کر پڑھتی ہے، اسلئے وہ جانتے ہیں کہ اس کتاب کی ایک ایک سطر میں ایک ایک جملہ میں ان استحصالی لٹیروں کے خلاف فکری قوانین شیر کے مثل بٹھائے ہوئے ہیں۔ اسی لئے تو مسلم امت پر نادیدہ قوتوں کا جبر ہے کہ آپ اپنے مدارس میں امامی علوم کا نصاب پڑھائیں اور عدالتوں کے ذریعے جو اسلام نافذ کریں وہ بجاء قرآن کے فقہی کتاب ہدایہ وغیرہ

کو اس کا ماخذ بنائیں جسمیں غلام سازی کو جائز کیا ہوا ہے اور عدالتی پرمنٹ سے زنا کو بھی جائز کیا ہوا ہے۔ حوالہ جات میری کتاب "امامی علوم اور قرآن" میں لکھے ہوئے ہیں اور قرآن کو صرف مرے ہوئے لوگوں کی ارواح کو ایصال ثواب کیلئے بغیر سمجھے رٹوں سے پڑھیں۔

پاکستان کی مذہب کے نام سے سیاسی اہم پارٹی جمعیۃ علماء اسلام کا مرکزی امیر جب میاں سراج احمد دینپوری کو بنایا گیا تو امریکہ کو کھٹکا ہوا کہ اس خانقاہ والے سامراج دشمن تو عبید اللہ سندھی کے رشتہ دار ہیں جسکی مزار بھی انکی بستی دینپور میں ہے سو تھوڑے ہی دنوں میں امریکی سفیر خانپور کٹورہ پہنچ گیا، وہاں سے رحیم یار کے ڈی سی ایس پی کو لیکر بستی دین پور میں پہنچا اور نئے امیر جمعیۃ سے ملاقات کی، اس میں کئی سوالات پوچھے جن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ افغانستان میں جو سوویت یونین کے ساتھ جنگ ہو رہی ہے اسے آپ کفر و اسلام کی جنگ تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟ تو پیر صاحب نے کہا کہ یہ جنگ کفر و اسلام کی نہیں ہے یہ تو روس و امریکہ کی جنگ ہے۔ اس ملاقات کے بعد سفیر واپس جب اسلام آباد گیا تو اندازاً ایک دو مہینہ کے اندر لاہور میں جمعیۃ کی مرکزی میٹنگ بلائی گئی جس میں مرکزی امیر دینپوری صاحب و بلایا تک نہیں گیا اور اس میٹنگ میں اسے معزول کر کے مولانا فضل الرحمان صاحب کو امیر بنایا گیا۔ سامراجی مقاصد کیلئے طالبان سازی کا جو خام مال پاکستان کے دینی مدارس سے ملتا ہے انہیں یو کے اور یو ایس کی جھنگل والی حویلیوں کے سانچوں میں تیار کرنے کیلئے حکومت برطانیہ نے پاکستان کے جملہ فرقوں کے وفاق المدارس قسم کی تنظیموں کے سربراہ علماء کو لندن سرکاری خرچہ پر دعوت دی تھی جس میں جو کچھ سپاس نامے اور مقالے ہوئے ان سب کا مقصد یہ تھا کہ (سوویت یونین ختم ہو جانے کی وجہ سے) آپ اپنے طالب علموں کا ذہن غیر متشددانہ قسم کا بنائیں یاد رہے کہ میں کوئی تشدد کا حامی نہیں ہوں لیکن

سوال یہ ہے کہ مسلم نوجوانوں کیلئے یہ تعلیم سوویت یونین کے زوال کے بعد کیوں؟ پہلے کیوں نہیں!!؟ میں ایک دن خانپور کٹورہ میں امام انقلاب عبید اللہ سندھی کے نواسے میاں ظہیر الحق مرحوم کا مہمان ہوا مجھے اسنے کہا کہ میرے پاس افغانستان سے طالبان تحریک کا ایک وفد آیا تھا تو انہوں نے مجھے رائفل کی پرانی گولیاں دکھائی جن پر امام عبید اللہ سندھی کا نام لکھا ہوا تھا، میں نے جواب میں اس کرامت کیلئے عرض کیا کہ عبید اللہ سندھی تو برطانوی سامراج کا دشمن تھا ان کے خوف سے تو سوویت روس والوں کے ہاں جا کر اسنے پناہ مانگی تھی اب اسکی یہ گولیاں پھر سوویت روس کو مارنے والے طالبان کس کے پیروکار شمار کرنے چاہئیں؟۔

میں پھر قرآن حکیم کی یہ نصیحت یاد دلانا چاہتا ہوں کہ دنیا میں اصل جنگ دو گروہوں کی ہے ایک لٹیرے دوسرے لوٹے جانے والے لوگ (19-22) جو لوگ شروع انسانیت سے لٹیروں کے ہاتھوں لوٹے جا رہے ہیں انکی حمایت اور بچاؤ میں اللہ کی جانب سے انبیاء علیھم السلام کی معرفت ملی ہوئی تعلیم وحی ہے (38-2) جس کا لیٹسٹ ایڈیشن کتاب قرآن ہے۔ سو، ہر دور میں مترفین مالداروں نے جب جب محنت کشوں کو لوٹا ہے تو ان سب کی جنگ اپنے اپنے زمانوں میں انبیاء علیھم السلام اور ان کی تعلیم سے رہی ہے، سو جب اللہ کی جانب سے سلسلہ نبوت کو ختم کر کے آخری اور خاتم الانبیاء جناب محمد الرسول اللہ کو آخری کتاب خاتم الکتب قرآن دیکر بھیجا گیا تو ساری دنیا کے لٹیرے یہود و ہنود، مجوس و نصاریٰ سب نے مل ملا کر قرآن کی مخالفت کی اور تاہنوز انکی جنگ جاری ہے، انکی حرفتوں نے خود مسلم امت کے اندر ایسے امامی ناموں سے فرقے پیدا کئے ہیں جن سب کا یہ متفقہ نظریہ ہے کہ کتاب قرآن کو اللہ عزوجل باقاعدہ کھول کر سمجھا نہیں سکا ہے، اور قرآن کو

سمجھنے کیلئے ہر فرقہ اور گروہ کے آئیڈیل اماموں کی روایات اور فرمودات کے آئینہ میں سمجھا جا سکتا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے جسے میں اللہ کا اعجاز اور قرآن کا کمال سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی یہ قرآن مخالف فرقے ہیں اور انکے جدا جدا فقہی مسالک ہیں ان سب کی حدیثیں متفقہ طور پر قرآن حکیم کے خلاف ہیں۔

میں اس مضمون کو سمیٹتے ہوئے عرض کروں کہ خلاف قرآن اتحاد ثلاثہ کے ممبروں میں سے امامی علوم اور علم الروایات کو ایجاد کرنے والے زیادہ تر اہل فارس ہیں جنکی بہت بڑی کسروی سلطنت، جب اپنے مقابل عربوں کی چھوٹی سی اسلامی ریاست کے ہاتھوں شکست کھا چکی تو مفتوح شاہی درباری لوگ اور سرداری کیمپ کو طیش آیا، جن سب نے دیگر مفتوح قیصری دانشوروں اور یہودی دانشوروں کے ساتھ مل کر خود قرآن سے یہ نقطہ نکالا جس میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہوا ہے کہ محمد علیہ السلام مردوں میں سے کسی کا ابا نہیں ہے خاص اس وجہ سے کہ اس کے بعد ہم نبوت کے سلسلہ کو ختم کر رہے ہیں۔

تو دانشوران یہود، مجوس وافرنگ نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ آئیں پہلے تو رسول کو فرضی آل دینے کی حدیثیں بنائیں پھر نبوت کا منصب تو آئندہ کسی کو دینے کی بندش کا اعلان قرآن نے کر ہی دیا ہے پھر ہم نبوت کے برابر امامت کا لقب ایجاد کریں، رسول کو ہماری طرف سے جو عطا کردہ آل ہوگی پھر ان کے علوم کی تدوین بھی جو ہم کریں، جس میں قرآن کے میرٹ والے اصول إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (49-13) کو توڑ کر اللہ کے تقرب کو حسب نسب یعنی نسلی تعلقات سے منتھی کریں، پھر اسے آل رسول خاندان نبوت کے ناموں سے جوڑ دیں پھر ہماری طرف سے رسول کو عطا کردہ آل کے ساتھ، اس خاندان کے ساتھ، رسول کی پوری جماعت صحابہ کو نفرت کرنے والا دشمن کر کے پیش کریں، بلکہ قاتل

قرار دے کر اسکی بھی تاریخ خود لکھیں جس سے آل رسول کو مظلوم بنا کر پھر جماعت اصحاب رسول کے افراد کو قاتل آل رسول اور ظالم کر کے آنیوالی ساری دنیا والوں سے محبت رسول اور محبت آل رسول کے ناطے سے انپر تبرائیں کرائیں، جس سے ہم شکست فارس کا بدلہ لے سکیں گے۔ اور ہاں آل کی نفی کے لئے قرآن نے اعلان کر دیا کہ ہم محمد کو کسی نرینہ اولاد کا ابا نہیں بنا رہے (33-40) پھر اس رکاوٹ کی وجہ سے آل کے رشتہ کو فطرت والے اصول (33-5) کے برعکس جس سے کہ ہم نے نواسوں سے اختراع کیا اور انکا نانا رسول کو بنایا، سو بالکل اسطرح رسول کے نواسہ بنائے ہوئے امام حسین کو فارس کے گیارہ سالہ بادشاہ یزدگر کو عاقل بالغ فرضی بیٹی شہر بانو کے نام سے دیکر اسے لونڈی کے طور پر اسکے حوالے کرائیں، جسے جنگ قادسیہ کے مفتوحین والے لشکر میں فرضی قیدی لونڈی کے طور پر شامل دکھا کر اسے خلیفہ عمر بن الخطاب کے ہاتھوں شہزادہ حسین بن علی کو دلائیں، پھر اس جوڑے سے جو آل رسول بنائیں، تو ایسی فرضی آل کی دوسری پشت کے دوسرے نانا بادشاہ فارس یزدگر ہو جائینگے، اسکے بعد امامت کے منصب کو نبوت کا قائم مقام اور ترجمان بنا کر آہستہ آہستہ اسے نبوت سے بھی اوپر لے چلیں جو اس ہنر سے عربوں کو ملے ہوئے شرف نبوت کو آل کے ناطے امامت کے خول میں ہائی جیک کر کے فارس کی طرف منتقل کریں پھر اسکا وارث سیکنڈ نانا یزدگر کے حوالہ سے اہل فارس کو بنا دیں۔

گالیاں دینے کا فن علم حدیث میں دیکھو

پھر جیسے کہ فارس کی فتح براہ راست رسول کے پہلے اور دوسرے جاء نشین خلیفوں کی قیادت میں اصحاب رسول کے ہاتھوں سے ہوئی ہے، اس لئے رسول کی اس ساری جماعت صحابہ کے لئے یہ مشہور کریں کہ رسول کی خلافت والی جاء نشینی کا استحقاق اسکے چچہ زاد بھائی علی ابن ابی طالب کا تھا سو اصحاب رسول ملکر اہل بیت کے اس حق کے غاصب ہوئے، پھر انکے بعد والی باقی جماعت، فرضی آل رسول کے خانوادوں کی قاتل ہوئی، آگے اس المیہ کی ایجاد میں مظلومیت کی وہ تو مرثیوں اور نوحوں پر مشتمل داستانیں بنائیں جن سے آنیوالی دنیا کو ہماری تیار کردہ روایات والی تاریخ اور اسلام کی تعبیر کے سواء علمی اور تاریخی دنیا میں اور کچھ بھی نہ مل سکے، جس تاریخ اور علم روایات سے اصحاب رسول کو غاصب حق خلافت اور قاتل آل رسول مشہور کرکے دنیا والوں سے ان پر تبرائیں بھی کرائیں۔ پھر واقعی یہ لوگ اس تدبیر کے اندر کامیاب ہوئے، تیسرے خلیفہ کے بعد چوتھے نمبر کی جاء نشینی کے لئے جو پراپگنڈہ کا میڈیائی طوفان سروں پر اٹھایا گیا کہ رسول کا صحیح جاء نشین اصلی نسلی موروثی جاء نشین امام حاضر علی ابن ابی طالب ہے، جسکا دارالخلافہ عراق میں منتقل شدہ دکھایا گیا، ان ہی لوگوں کی بنائی ہوئی تاریخوں کی بات ہے کہ تیسرے خلیفہ کے بعد جاء نشینی کے لئے چوتھے نمبر خلافت کا متوازی خلیفہ اور جاء نشین علی کے مقابلہ میں ابوسفیان کا بیٹا اور جناب رسول اللہ کا سالا تھا،

جسکی خلافت جناب علی کی شہادت کے بعد بھی کئی سال آگے تک انہوں نے چلی ہوئی دکھائی ہے۔ فارس کے تاریخ سازوں نے یہ روایات لکھی ہیں کہ خلیفہ ابن ابوسفیان نے اپنے دور خلافت میں سرکاری طور پر ساری مملکت میں خطیب لوگ مقرر کئے تھے جو مساجد میں جناب علی پر تبرا کرتے تھے سو ان تاریخ نویسوں کے اس انکشاف پر اگر غور کیا جائے تو یہ ماجرا سراسر الٹی نظر آتی ہے۔ وہ اسطرح کہ واقعی ابوسفیان کے بیٹے نے اپنے زمانہ خلافت میں بقول ان تاریخ سازوں کے پوری قلمرو اور مملکت میں یہ منادیں کرائی ہونگی کہ قرآن حکیم نے صاف صاف اعلان کیا ہے کہ اللہ نے جناب رسول اللہ کو کوئی آل نہیں دی اس حکم اور اعلان قرآن حکیم کے مطابق خلیفہ ابن ابی سفیان کی طرف سے چلائی ہوئی سرکاری مہم سے جب فلسفہ آل ایجاد کرنے والوں کو اپنی اسکیم پر پانی پھرتا ہوا نظر آیا ہے تو انہوں نے جوابی کارروائی یہ کی کہ اس چوتھے خلیفہ ابن ابی سفیان پر گالی والا نام معاویہ یعنی بھونکنے والا فٹ کرکے اسکے اصل نام کو صفحہ تاریخ سے ہی مٹا دیا اور اپنے مقابل ممدوح پر اللہ کے صفاتی ناموں میں سے اسکا ایک نام علی رکھدیا جس سے وہ اللہ کا نام شریک بھی بن گیا۔ اگر علم روایات کے پیروکار شیعوں کا یہ کہنا درست ہے کہ ابوسفیان کے فرزند جس کا نام انہوں نے علم حدیث میں گالی والا معاویہ مشہور کیا ہوا ہے، اس نے اپنے دور خلافت میں مساجد کے اندر خطیب مقرر کر رکھے تھے جو جناب علی کو گالیاں دیتے تھے، سو اس الزام کی روشنی میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ کام تو خلاف قرآن علم حدیث ایجاد کرنے والے یہودیوں اور مجوسیوں نے خود کیا ہے!! وہ اس طرح جو یہ گالیوں والے سارے نام صرف علم حدیث سے ملے ہیں اور ان ناموں کی تاریخ بھی ان حدیثوں سے بنائی گئی ہے، جیسے کہ جناب رسول اللہ کے جلیل القدر اصحاب کو ان حدیث سازوں نے فرضی نام بنوامیہ قبیلہ کا نام دیا ہوا ہے، جس کی معنیٰ

ہے اپنی ماں کی اولاد یعنی باپ نامعلوم، اور جب کہ ان حدیث سازوں نے جس شخص کو زمانہ رسول میں منافقوں کا رئیس اور سردار قرار دیا ہوا تھا، اس کا نام انہوں نے نہایت اچھی معنی والا یعنی عبداللہ بن ابی رکھا ہے یعنی اللہ کا عبد جو اپنے باپ کا بیٹا ہے، اب غور کیا جائے کہ اصحاب رسول کو گالیوں کی معنی والے نام تو حدیثوں کے نام سے اپنے فرقے مشہور کرنے والے شیعوں کا کام ہوا، خواہ وہ اثنا عشری شیعے ہوں یا اہل سنت والے چہار امامی شیعے ہوں یا اہل حدیث نامی شیعے ہوں۔ ہیں تو یہ سارے فرقے حدیثوں والے اور ان جملہ فرقوں کی احادیث میں اصحاب رسول کو یہ گالیوں والے نام یکساں طور پر موجود ہیں، اس حوالہ سے یہ جملہ حدیث پرست فرقے تبرائی ہوے، مزید برآں یہ بھی قرآن نے بتایا ہے کہ اصحاب رسول کی جماعت علم کے لحاظ سے خالص قرآن حکیم کی امین اور وکیل تھی، بہ حوالہ-6)
(89ان کا سواء قرآن کے کسی اور علم سے تعلق نہیں تھا

جناب قارئین! ابوسفیان کے بیٹے چوتھے انکی تاریخ کے مطابق متوازی خلیفہ نے جو سرکاری طور پر مساجد سے قرآن کے حکم کے مطابق جناب رسول کیلئے اُل ہونے کا جو رد کرایا تو اسکا یہ عمل اُل ساز گروہ کی اسکیم کو ناکام بنانے والی، اگر بطور گالی کے تسلیم بھی کریں لیکن جوابی طور پر ان فارسی دانشوروں کی میڈیا نے جو اس خلیفہ کا نام معاویہ مشہور کیا یہ کونسی اسکے لئے دعا ہے یہ تو انکی طرف سے سب سے بڑی گالی اور تبرا ہے، علی کا نام تو بہت بڑے مرتبہ اور اعزاز والا اللہ کا ہمنام۔ نام شریک ہوا، جو اس زمانہ میں سرکاری مخالفت کے باوجود نہ مٹ سکا، لیکن اہل فارس نے اس خلیفہ کا ایسا تو میڈیائی ٹرائیل کیا جو آج تک اہل سنت والے جو خود کو اصحاب رسول کا نوکر، عاشق اور سپاہی بھی کہنے میں فخر کرتے ہیں وہ اثنا عشری شیعوں کے مخالف لوگ بھی ابوسفیان کے بیٹے جناب رسول اللہ کے برادران لا

(سالے) کو بھونکنے والا یعنی معاویہ کہہ کر پکارتے ہیں، یہ گالی اور تبرا حدیثوں کو ماننے والے جملہ امامی فرقے اور افراد اصحاب رسول کا صرف نام لینے سے ہی دے جاتے ہیں، شکر ہے کہ اللہ عزوجل نے ہمارے خاتم الانبیاء کا اسم گرامی قرآن میں بتادیا، نہیں تو یہ حدیثیں بنانے والے اس میں بھی جعلسازی کر ڈالتے، یہ اور بات ہے کہ کئی لوگوں کو ان ناموں کی گالی والی معنی معلوم بھی نہیں ہوتی اور وہ بغیر نیت کے ایسی گالی دے جاتے ہیں اور اصحاب رسول کے عقیدت مند لوگ تو خود اپنے بچوں اور بچیوں کا نام بھی ابوبکر، عثمان، عباس، معاویہ اور خدیجہ، رقیہ، فاطمہ اور ام کلثوم رکھتے ہیں، اس عمل سے اور نہیں تو تبرائی حدیث ساز لوگ تو خوش ہونگے کہ ان کا کام ہوگیا، میں نے اس خلیفہ کی یہ بات کہ اسنے سرکاری طور پر خطیب مقرر کر رکھے تھے جو جناب علی پر تبرا کراتے تھے یہ بات شیعہ علماء سے سنی ہے، پھر نقل کی ہے، میں اس روایت کو صرف اس حد تک درست اور قبول کر سکتا ہوں کہ ممکن ہے کہ ابوسفیان کے بیٹے اور جناب رسول کے برادر ان لا (سالے) خلیفہ نے سرکاری خطیبوں سے زیادہ میں زیادہ قرآن کی روشنی میں یہ منادی کرائی ہوگی کہ اللہ نے قرآن میں رسول اللہ کو کوئی اُل ہی نہیں دی۔ ممکن ہے کہ ایسے سرکاری اعلانوں میں یہ بات بھی ہو کہ اُل کا منبع علی اور فاطمہ کا وجود بھی اُل کی طرح یوٹوپیائی اور تخیلاتی ہے، وہ اس حوالہ سے کہ انکی تاریخ کے مطابق عبداللہ بن سبا نے جناب علی کو آسمان پر بادلوں میں بسیرا کرنے والی شخصیت مشہور کیا تھا۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ کے دور خلافت کو تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی قبول نہیں کیا اسنے اپنی کتاب "ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفاء" میں خلیفہ سوم اور ابن ابی سفیان کی خلافت کے بیچ والے عرصہ کو ایک گیپ اور خلاء کی طرح پیش کیا ہے۔ تو اسکے جواب میں، رد میں اور انتقام میں اہل فارس نے اس سے ایسا تو بدلہ لیا جو اسکا اصل نام ہی گم کروادیا اتنی

حدتک جو اس خلیفے کے عقیدتمند لوگ بھی اسے گالی والے نام "بھونکنے والا" سے یاد کرتے ہیں، ایک ہوتا ہے کسی کو بے نام کرنا وہ تو کیا ہی کیا، لیکن اس بری گالی والی معنی سے تو رسول اللہ کے برداران لا (سالے) کو تاریخ بنانے والوں نے بدنام بھی کردیا۔ لیکن ابن ابی سفیان کی طرف جو یہ بات منسوب ہے کہ اسنے اپنی خلافت کے دور میں سرکاری طور پر جناب علی کے خلاف مساجد سے گالیاں دلائی ہیں اس الزام پر اگر ناموں کے حوالوں سے موازنہ کیا جائے تو بات اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ جناب علی کے طرفداروں نے ابوسفیان کے بیٹے کو نہ صرف انکے دور حکومت تک گالیاں دی ہیں بلکہ اس پر نام ہی انہوں نے ایسا رکھ دیا ہے جو تا قیامت اسے گالیاں ملتی رہیں گی اور علی کا نام عزت اور مرتبہ والا اللہ کا ہمنام اور نام شریک لیا جاتا رہے گا۔

اس تاریخی روایت کے نقل کو جوں کا توں درست نہیں مانا جاسکتا، اس لئے کہ قرآن کا اعلان ہے کہ: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (48-29) یعنی اللہ کے رسول اور اسکے جو ساتھی اسکی معیت والے ہیں یہ کافروں پر تو سخت ہیں لیکن آپس میں یہ شیر و شکر ہیں رحیم و کریم ہیں۔ قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ کسی صحابی رسول کو جو رسول اللہ کا رشتہ میں چچا زاد بھائی کی طرح بھی ہو پھر ساتھ میں برادران لا سالا بھی ہو تو وہ ایسے رشتہ میں جناب علی کا بھی تو رشتہ دار ہوا بلکہ بھائی بھی ہوا، لیکن ان نسبی رشتوں سے تو بڑھکر دونوں کا جناب رسول کا اصحاب رسول میں سے ہونا بھی ایک بہت بڑا رشتہ ہے، جو ایسے رشتہ والوں کے لئے قرآن بھی فرمائے کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحیم و کریم ہیں (48-29) تو جو گالی اور تبرا بد اخلاقی والی خود ابوسفیان کے بیٹے کو غلط نام رکھنے میں اسے دی گئی ہے ایسی گالی علی کرم اللہ وجہہ جیسی شخصیت بحیثیت صحابی رسول

کے ابوسفیان کے بیٹے اور رسول اللہ کے سالے کو ہرگز نہیں دیں گے، جو ایسا شخص انکی تاریخ کے مطابق کاتب الوحی کے عہدہ پر بھی جناب رسول کی زندگی میں فائز تھا، اسے ہرگز معاویہ یعنی بھونکنے والا کہہ کر نہیں کہا گیا ہوگا، یہ بات ویسے ہی ہر سنجیدہ آدمی کے شان کے بھی خلاف ہے، لیکن علی جیسا عظیم کردار اور صحابیٔ رسول پھر وہ بھی کسی دوسرے صحابیٔ رسول کو بھونکنے والا کہہ کر پکارے یہ ہو ہی نہیں سکتا، یہ جناب علی کے شان کے خلاف ہے (یہ میرا ذاتی نظریہ ہے) کتاب نہج البلاغہ میں حضرت علی کے خطبات اور مکتوبات میں علی کی زبانی معاویہ نام لینا بھی ثابت کرتا ہے کہ یہ گھڑاوتیں بھی جناب علی کی طرف دوسرے لوگوں نے منسوب کی ہیں، علی کی ایسی خلاف قرآن سوچ بھی نہیں ہوسکتی اگر کسی کو ضد ہے کہ خود جناب علی نے ابوسفیان کے بیٹے کو گالی والے نام سے معاویہ کہا ہے تو پھر ہم قرآن کی آیت (48-29) کہ اصحاب رسول آپس میں رحیم کریم ہیں سے پھر ایسے علی کو افغان علائقہ والا تسلیم کرینگے بجاء رسول اللہ کے ساتھی اور عم زاد کے۔ میری یہ بات صرف اثنا عشری شیعوں سے نہیں بلکہ انکے ساتھ اہل سنت مارکہ شیعوں کو بھی کہتا ہوں کہ آپ لوگ جو امامی علوم کی روایات کی تتبع میں اجلہ اصحاب رسول کے نام ابوبکر، عثمان، معاویہ، عباس، زبیر بن العوام، دحیہ کلبی، خدیجہ، فاطمہ۔ کلثوم، رقیہ وغیرہ لیتے ہو، انکی معنائیں تو تبرا والی ہیں، میں آپ پر یہ الزام نہیں لگاتا کہ آپ لوگ بھی اثنا عشریوں کی طرح اپنی نیتوں میں دشمن اصحاب رسول اور تبرائی ہیں، لیکن آپکو یہ ضرور کہونگا کہ آپ نے خلاف قرآن علم روایات سے متعلق اپنی آنکھوں پر جو جہالت کی پٹیاں چڑھا رکھیں ہیں انکی وجہ سے آپ نے امامی علوم کی تبرا سے بھرپور روایات پر غور ہی نہیں کیا، جن روایت ساز اماموں کی اندرونی نفرتوں کے مدنظر اللہ نے آپ کو پہلے ہی مطلع کردیا ہے کہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن

قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (49-11) آپ اہل سنت اور اہل حدیث مار کہ شیعے لوگ جاؤ ڈکشنریوں میں پڑھ کر دیکھو کہ جناب رسول علیہ السلام کے صف اول کے ساتھیوں کو علم حدیث بنانے والوں نے کتنی تو گالیوں والی معناؤں سے مسمی اور ملقب کر دیا ہے اور تاریخ کے ان نامور انقلابیوں کو حدیث سازوں نے بے نام اور بدنام مشہور کر دیا ہے جو ابو بکر کی معنی ہے کنواری لڑکی کا باپ (اسمیں تلمیح پر غور کرو) فاروق کی ایک معنی ہے بزدل (56-9) اس میں معنوی تلمیح ہے، عثمان کی صرف ایک ہی معنی ہے سانپ کا بچہ، معاویہ کی معنی ہے بھونکنے والا، عباس کی معنی اونٹ کے پیشاب اور لید کا خشک آمیزہ جو اسکے دم کو لگا ہوا ہوتا ہے، زبیر بن العوام کی معنی وہ زبیر جو ہر عام خاص آدمی کا بیٹا ہے، دیکھا جائے کہ یہ کتنی تو اسکی ماں کے شان میں گالی بنتی ہے۔ اور دحیہ کلبی جو ان تاریخی روایات والوں کے کہنے کے مطابق جناب رسول کی طرف سے وزیر خارجہ ہوتے تھے اسکا جو یہ نام رکھا گیا ہے اسکی معنی بنتی ہے (دال کی زبر کے ساتھ) میدانی کتا، اور اگر دال کو زیر دی جائے تو اسکی معنی بنتی ہے کتے قسم کا فوجی جنرل اور کتے قسم کا فوجی سردار۔ قرآن حکیم میں یہ لفظ دال کی زبر کے ساتھ استعمال ہوا ہے والارض بعد ذالك دحاها (79-30) خدیجہ کی معنی اونٹنی کا ناقص الخلقت گرا ہوا حمل۔ کلثوم کی معنی لہسن جیسی، رقیہ کی معنی ہے جھاڑ پھونک۔ فاطمہ کی معنی علم کو جدا کرنے والی، اس سے اشارہ تخیلاتی کتاب مصحف فاطمہ کی طرف ہے اور دوسری معنی جو بچوں کو دودھ نہ پلائے، یہ معنائیں کتاب اصول کافی باب میلاد ائمہ کے حوالہ سے ہیں، عبد المطلب لام کی زیر کے ساتھ کی معنی ہے بکھاری کا بندہ امیہ کی معنی ہے ماں والا۔ (اس میں تلمیح ہے بغیر نکاح کے

پیدا ہونے کی۔ ایسے سارے نام دشمن اصحاب رسول تبرائی لوگوں نے شکست فارس کی طیش میں آکر از روء انتقام اپنی ایجاد کردہ حدیثوں میں لکھے ہیں، یہ نام ان ہستیوں کے کوئی انکے والدین کے رکھے ہوئے نہیں ہیں اور اگر بالفرض ایسے نام زمانہ جاہلیت کے ہوں بھی سہی تو یقین سے جناب رسول نے آیت (49-11) کا اتباع کرتے ہوئے بدل دئے ہونگے۔ اصلی ناموں والی تاریخ اور وہ علوم جو تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول پر تیار کئے گئے تھے یہ سب علمی سرمایہ ہلاکو کے حملہ کے وقت جو آپریشن ہوا تھا وہ سب دریابرد کئے گئے یا جلائے گئے، صرف امامی علوم کو گم کرنے کے لئے نہ دریاؤں میں جگہ تھی نہ انہیں آگ نے جلایا۔ جن علوم میں سرمایہ داری، جاگیر داری اور زنا کو جائز کیا ہوا ہے۔

قرآن حکیم شیعہ کسے قرار دیتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (6-159) بلاشک جن لوگوں نے اپنے دین کو فرقے فرقے کر ڈالا یہ سارے شیعہ ہوئے، (اے رسول) آپ ان میں سے کسی فرقہ وارانہ سوچ اور گروہ کے ساتھ نہیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انکا معاملہ اللہ کی جانب ہے پھر وہ انہیں خود خبر دیگا (ان کاموں کی) جسے یہ لوگ کرتے ہیں۔

محترم قارئین! تاریخ کے حوالوں سے انکی ابتدا انتہا یا فرقوں کی گنتی کہ انکے قرآن سے اختلافی نظریات ابن سبا یہودی سے شروع ہوئے یا انکی نسل پرستی والی خاندانی تقدس کی سوچ (ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم) خلاف قرآن فارس والوں سے ملتی ہے۔

محترم قارئین! سبائی فرقہ والے کہتے تھے کہ حضرت علی قتل نہیں ہوئے وہ حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر چڑھ گئے ہیں، ابن سبا کہا کرتا تھا کہ بادل کی کڑک حضرت علی کی آواز ہے اور بجلی حضرت علی کی مسکراہٹ ہے۔ اور بعض غالی سبائی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ علی اللہ

کا اوتار ہے، اللہ نے علی کے جسم میں حلول کیا ہوا ہے۔ اس فرقہ والوں کا یہ خیال ہے کہ روح خداوندی باری باری اماموں میں داخل ہوتی آئی ہے۔ (حوالہ کتاب مذاہب اسلام، شیخ ابوزہرہ پروفیسر لا کالیج جامعہ القاہرہ مصر) ان شیعوں میں ایک فرقہ غرابیہ کے نام سے مشہور ہے جنکا عقیدہ ہے کہ اللہ کی جانب سے نبوت جناب علی کو دینے کا حکم جبریل علیہ السلام کو دیا ہوا تھا لیکن جبریل علی اور نبی کی شکلی مشابہت کی وجہ سے بھول کر علی کا منصب محمد علیہ السلام کو دے آئے، اس فرقہ کو غرابیہ اسلئے کہا جاتا ہے جو انکا خیال ہے کہ دو کووں میں ایسی مشابہت ہوتی ہے جو دونوں میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے عربی زبان میں کوے کو غراب کہا جاتا ہے اسلئے اس عقیدہ والے فرقہ کو غرابیہ مشہور کیا گیا ہے۔ اثنا عشری شیعے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا ایسا عقیدہ نہیں ہے لیکن یہ بات سنکر خوش ضرور ہوتے ہیں، یہ بات میں اس لئے کہتا ہوں کہ ایک راگ کی مجلس میں میرے روبرو کسی راگی نے راگ گاتے ہوئے یہ قصہ بیان کیا تو حاضرین میں شریک اثناعشری شیعوں نے خوشی میں حیدر حیدر کے نعرے لگائے۔ میں شیعت کے سارے فرقے تو نہیں گنوا سکوں گا لیکن جو مشہور ہیں وہ زیدیہ کیسانیہ، نصیریہ، اثناعشریہ، اسماعیلیہ ہیں، شیعت کے ان پرانے ناموں میں فرقہ زیدیہ کا بھی ایک مقام ہے، جس کی آج کل باقیات چہار امامی اہل سنت نامی فرقے حنفی حنبلی مالکی شافعی بھی ہیں۔

ان سب فرقوں کے آپس میں چھوٹے چھوٹے اختلافات ہیں لیکن ان سب کا کنٹرول روم ایک ہے، مرکزی فکر ایک ہے، وہ یہ کہ دین اسلام کے قوانین قرآن حکیم سے پرکھے جائیں اور نا ہی لوگوں کو بتائے جائیں، انکی ٹوٹل دینیات امامی علوم اور روایات پر مشتمل ہے، اور ان سب فرقوں کا جناب رسول کے لئے آل کو تسلیم کرنے پر مکمل اتفاق ہے،

جبکہ قرآن میں انبیاء نوح، ابراہیم، یعقوب، داؤد، موسیٰ وہارون علیہم السلام ان سب کے ناموں کے ساتھ اٰل کا ذکر کیا گیا ہے لیکن جناب محمد علیہ السلام کے نام کے ساتھ اٰل کا ذکر نہیں ہے اسکے باجود یہ سارے فرقوں والے خلاف قرآن نظر اٰل رسول پر متفق ہیں۔ نیز فرقہ اہل حدیث بھی قرآن حکیم کی مذکورہ آیت (6-159) کی روشنی میں شیعہ ہے اور سعودی حکومت میں رائج اسلام بھی خلاف قرآن امامی روایات پر مشتمل چلایا جارہاہے۔ اگر آج سعودی والے اعلان کریں کہ انکی مملکت میں خالص قرآن کے بتائے ہوئے مسائل پر دین اسلام کا قانون نافذ کیا جائے گا تو نیٹو والے اتحادی ممالک اسکا براحشر کرڈالینگے۔ ائمہ اربعہ اہل سنت کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی اپنی کتاب تحفہ اثنا عشری میں مخلص شیعوں میں سے شمار کیا ہے (صفحہ 55 تحفہ اثناعشریہ مطبع استنبول ترکیہ)۔

علم حدیث کا بنانا خلاف قرآن ثابت ہو چکا ہے اور اسلامی تاریخ کا مأخذ علم حدیث ہے

مین اپنی کتابوں میں سیکڑوں تعداد میں مذہبی درس نظامی کی کتب احادیث سے ان میں لکھی ہوئی روایات کو خلاف قرآن ثابت کر چکاہوں، ان احادیث کے ذخیرہ سے جناب خاتم الرسل علیہ السلام اور اسکے اصحاب کرام پر تبراوالی روایات کو بھی کھول کر حوالہ جات سے ثابت کر چکاہوں۔

حدیث پرست مذہبی مولوی حضرات سے جب کوئی شخص سوال کرتا ہے کہ یہ توہین قرآن و توہین رسول کی حدیثیں کیوں آپ امت مسلمہ کی اولاد کو پڑھارہے ہیں؟ تو جواب میں وہ اقرار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہاں کچھ کچھ ضعیف حدیثین ذخیرہ احادیث میں آگئی ہیں، جبکہ انکا یہ جواب غلط ہے انکی جملہ احادیث خلاف قرآن ہیں اگر انکی دعوی ایسی احادیث کے متعلق صحیح ہے کہ امامی علوم والی روایات قرآن کے خلاف نہیں ہیں تو پھر یہ لوگ اپنے مدارس میں دینیات کے مسائل براہ راست قرآن حکیم کی آیات کے حوالوں سے کیوں نہیں پڑھاتے؟ اس کا جواب مولوی حضرات یہ دیتے ہیں کہ قرآن حکیم میں یہ مسائل تفصیل سے نہیں بتائے گئے، جبکہ انکا یہ جواب بھی سراسر غلط ہے، قرآن حکیم تو علی الاعلان فرماتا ہے کہ: الَر کِتَابٌ أُحْکِمَتْ آیَاتُہُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَکِیمٍ خَبِیرٍ (11-1) یعنی اللہ حکمت والے اور خبیر کا اعلان ہے کہ کتاب قرآن کی جملہ آیات محکم ہیں اور تفصیل کی ہوئی ہیں ایسا تفصیل جو اللہ حکمت والے اور باخبر نے خود کیا ہوا ہے۔ نیز قرآن حکیم کے متعلق اللہ کا اپنا اعلان ہے کہ: إِنَّ ھَـٰذَا الْقُرْآنَ یَھْدِی لِلَّتِی ھِیَ أَقْوَمُ (9-17) یعنی قرآن جن

مسائل اور اصولوں سے ہدایت دیتا ہے وہ سب نہایت ہی مضبوط اور قوی ہیں، پھر حدیث پر
ست لوگوں نے ضعیف حدیثوں والے علم کو نصاب تعلیم میں کیوں شامل کیا ہے؟۔ تو اس
آیت کے اعدن کے بعد کوئی بتائے کہ قرآن کا ایک تفصیل اور تفسیر جو تصریف آیات سے
اللہ نے خود کیا ہے دوسرا تفسیر جو امامی روایات اور اقوال سے کیا ہوا ہے، اور ان امامی علوم
میں صلوٰۃ زکوۃ صوم حج کی تفاصیل پڑھاتے وقت اگر ان امامی علوم کی تعلیم میں بیان مسائل
کے وقت آیات قرآنی کے حوالہ جات ساتھ لکھے ہوئے ہوتے کہ صوم صلوۃ حج وزکوۃ کی یہ
یہ آیات ہیں یہ یہ قرآنی جملے ہیں اور انکا یہ یہ نبوی حدیثوں سے انکی یہ تفسیر ہے اور یہ یہ امامی
تفسیر اور تفصیل ہے، تو پھر ہم مذہبی پیشوائوں کی اس دعوی کو درست قبول کرتے کہ واقعی
تمہارے امامی علوم قرآن کی تفصیل اور تفسیر کر رہے ہیں جبکہ انکی کتب احادیث اور امامی
فقہی کتابوں میں مسائل کا تفصیل قرآنی آیات کے ذیل میں نہیں کیا ہوا، یعنی انکی فقہی
تعبیرات کے ساتھ اٰیات قرآن کو ملا کر نہیں لکھا گیا۔ مزید یہ کہ ان اماموں نے جملہ قرآنی
حقائق میں تبدیل اور تنسیخ کی ہوئی ہے، اگر یہ لوگ مسائل کے بیان کے وقت ان عبارات
کے ساتھ آیات قرآنیہ کو بھی ملا کر لکھتے تو تفاصیل کے دوران انکی قرآن کے ساتھ خیانتیں
پڑھنے والوں کے سامنے کھل کر آجاتیں، علاوہ ازیں ان خیانت بازوں نے جو حدیثیں خود گھڑ
کر جناب رسول علیہ السلام کے اسم گرامی کی طرف منسوب کی ہیں کہ یہ احادیث بھی قرآن
کا تفسیر کرتی ہیں تو ایسی روایات کے لئے بھی ہم چیلنج کرتے ہیں کہ پورے ذخیرہ احادیث میں
سے کوئی ایک بھی ایسی حدیث پیش کی جائے، لائی جائے جس میں جناب رسول علیہ السلام
نے کوئی ایک آیت قرآن تلاوت فرما کر اسکی تفسیر کرتے ہوئے تدریسی انداز میں یعلمھم
الکتاب (2-129) کے انداز سے تعلیم دی ہو۔ یہ چیلنج سالوں پہلے میں اپنی شائع کردہ

کتابوں میں دے چکا ہوں آج تک کسی بھی ادارہ نے کسی بھی علمی شخصیت نے ایسی کوئی
حدیث پیش نہیں کی!!! چلو گذرے ہو۔ئے وقت کو چھوڑو، اب بھی کوئی شخص اس قسم کی
حدیث پیش کرے، ہاں یہ بات میں مانتا ہوں کہ علم تاریخ کے واقعات کو باقاعدہ علم روایات
کی حدیثیہ سندوں کے ساتھ لکھ لکھ کر پھر ان سے تاریخ بنائی گئی ہیں۔ جائے کوئی بھی شخص
ابن خلدون اور طبقات ابن سعد، البدایہ والنھایہ طبری وغیرہ کو پڑھکر دیکھے۔ یہاں میں
قارئین کی خدمت میں گذارش کرتا چلوں کہ جس علم روایات کی احادیث کو قرآن حکیم کا
تفسیر مشہور کیا گیا ہے اس علم کی روایتیں قرآن حکیم کی آیات سے ملا کر وہ تفسیر نہیں پیش کیا
گیا جسکی کہ دعوی بھی کی گئی ہے۔ لیکن روایات اور احادیث سے جب علم تاریخ بنایا گیا تو ان
تاریخی واقعات کی سچائی کے لئے احادیث کے حوالے بڑے شدومد سے سندوں کے ساتھ
بڑے زور وشور سے ملا ملا کر لکھے گئے ہیں، آخر علم تفسیر والی احادیث اور علم تاریخ کی تحقیق
والی احادیث میں یہ تفاوت کیوں!؟ یہ تفریق کیوں؟ جن احادیث کو امامی علوم کے پیروکار
قرآن کا تفسیر کہتے ہیں، ان پر فرض ہے کہ وہ ان حدیثوں کے لئے یہ بھی لکھیں کہ یہ فلاں
آیت کا تفسیر کرتی ہے کیونکہ خود اللہ عزوجل نے اپنے رسول کی تدریس و تعلیم قرآن کے
انداز اور طریقہ کے متعلق بتایا ہے کہ: يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ (3-164) یعنی اللہ کا رسول امت والوں کو تعلیم قرآن دیتے وقت پہلے اٰیات
قرآن کی تلاوت کرتے ہیں پھر انکی روشنی میں انکا تزکیہ بھی کرتا ہے جس سے پہلے والے
انبیاء علیہم السلام کے بعد جناب خاتم الرسل کے وقت تک پہنچ والے عرصہ میں علم وحی کے
رد والی خرافاتی تحریفات سے قرآن سیکھنے والوں کے ذہنوں کا تزکیہ بھی کرتا ہے، پھر اسکے بعد
انکی تفسیر والی تعلیم دیتے ہیں تو لاکھوں کی تعداد میں سے ایک بھی ایسی حدیث رسول دکھائی

جائے جس میں جناب رسول نے پہلے تلاوت اٰیات کی ہو یا اگلے نبی کی کتاب کے بعد بیچ والی تحریفات سے ذہنوں کا تزکیہ کیا ہو پھر انکی تفسیر فرمائی ہو؟ سو جب یہ لوگ ایسے حوالہ جات تفسیر قرآن کرتے وقت نہیں لکھتے تو علم تاریخ کو منوانے کے لئے اسکا ماٰخذ علم حدیث کو کیوں کر بناتے ہیں؟ انکی یہ دوغلہ پن والی پالیسی ثابت کرتی ہے کہ انکی گھڑی ہوئی حدیثیں قرآن سے تعلق نہیں رکھتیں، یہ حدیثیں تو خلاف قرآن جھوٹا علم تاریخ اور فقہ ایجاد کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔

تاریخ کے اندر جعلی واقعات اور شخصیتوں اور انکے جعلی کارناموں کی جہاں تک بات ہے وہ تو کم سے کم فرضی جنگ خیبر کے حوالہ سے ہی عرض کروں کہ علم الاحادیث بنانے والوں نے اس جنگ کا فاتح خیبر اور ہیرو جناب علی کرم اللہ وجہہ کو بنایا ہوا ہے اب یہ کارنامہ تو اسکے کھاتے میں بحوالہ قرآن (2 تا 6 - 59) جعلی ہوا۔ باقی جناب علی کی شخصیت اور وجود حقیقی ہے یا وہ بھی فرضی فاتح ہونے کے ناطے فرضی شخصیت ہیں، اس بات پر بھی غور کی ضرورت ہے، کیوں کہ انکا نام بھی معاویہ کی طرح امامی علوم کی تخلیق ہے کوئی قرآن کا بتایا ہوا نام نہیں ہے، وہ اس لئے بھی کہ ان کا نام نامی اسم گرامی عبد العلی کے بجاء براہ راست اللہ کے صفاتی اور مفرد نام علی سے مسمی کیا گیا ہے جبکہ ان روایات والے علم کے ذریعے اس زمانہ میں جتنے بھی اصحاب رسول کے نام گنوائے گئے ہیں، ان میں دوسرا کوئی بھی ایسے اللہ کے صفاتی مفرد علی، نام والا اسکا ہم نام اصحابی بھی نظر نہیں آتا جسکا نام براہ راست اللہ کے اسماء الحسنیٰ والے ناموں میں سے مفرد نام ہو!!! مثال کے طور پر ایک نام عبد اللہ کو ہی مثال کے لئے لیا جائے تو عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر وغیرہ ایک سے زائد نام مماثلت والے مل گئے، لیکن پوری جماعت صحابہ میں علی

کے نام کا مماثل نام نہیں ملتا صرف اتنا ہی کیوں، لیکن جناب علی کو جو اٰل دی گئی ہے تجنیس حرفی کے ساتھ تین بیٹوں کے نام حسن حسین محسن یہ بھی منفرد نام ہیں اپنے والد کے نام کی طرح انکے زمانہ حیات میں منفرد ہیں یہ نام بطور نقل اور کاپی انکی وفات کے بعد ضرور رکھے گئے ہیں، یا ممکن ہے میری معلومات ناقص ہو لیکن یہ تو بڑا ہی المیہ ہے جو کتاب بخاری کی حدیثوں میں کہ علی کی اٰل کو اٰل محمد کہا گیا ہے، میں نے اس بات کو اس لئے المیہ اور غلط قرار دیا ہے کہ خود قرآن حکیم نے حکم دیا ہوا ہے کہ: ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ-33) (5 یعنی لوگوں کو اپنے باپ دادوں کے ناموں سے پکارا کرو، اللہ کے ہاں یہی انصاف والی بات ہے۔ صدیوں سے امت مسلمہ اپنی نمازوں میں جو فارسی لفظ درود بر محمد والا درود پڑھتی آرہی ہے یہ سراسر خلاف قرآن ہے۔ اس لئے کہ درود کی معنی فارسی زبان میں کسی کی جڑ اکھیڑنا ہے یہ درود فارس والوں نے اپنے ایجاد کردہ علم حدیث کے ذریعہ تبرا کے ارادہ سے دیا ہوا ہے، تو اس علم نے اور اس کے ایجاد کرنے والے فارسیوں نے قرآن کی سورت احزاب کی آیت نمبر چالیس سے یہ حقیقت سمجھی کہ اللہ نے جناب محمد کو اٰل اس لئے نہیں دی جو اگر اسے نرینہ اولاد دیتے تو مخالف لوگ انکے ناموں اور انکی اولاد کے ناموں سے ایسا علم ایجاد کریں گے۔ جو علم قرآن کو رد کریگا اور اسے منسوخ بنائے گا، تو فورا دانشوران فارس نے سوچا کہ چلو اچھا اگر قرآن نے رسول کو بیٹے پوتے نہیں بھی دیئے تو ہمیں آخر قرآن سے مقابلہ ہی تو کرنا ہے سو بیٹے پوتے نا ہی سہی، جناب رسول کو نواسے دیکر انکو ہی اٰل رسول اور اٰل محمد منوانے کی حدیثیں بنائو۔ علم حدیث کے جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ علم الروایات بنانے والوں نے حسن حسین کو ابن رسول اور نسل رسول بنا کر پھر انکو رسول کی امت والوں کے ہاتھوں فرضی لڑائی (29-48) میں قتل کرایا اور رسول پر کلمہ پڑھنے والوں کو قاتل اٰل

رسول مشہور کر کے تاہنوز ان پر تبرا کر رہے ہیں، اور جنگ قادسیہ کی شکست کا بدلہ لے رہے
ہیں۔

عجیب بات ہے کہ انکے کہنے کے مطابق عرب قوم کے لوگ تو رسول عربی کی اولاد
کے قاتل بنے لیکن فارسی قوم کے لوگ عربوں کے عاشق بن گئے وہ بھی نانا رسول عربی کے
اتنے عاشق نہیں بنے جتنے کہ ان کی طرف منسوب نواسوں والی آل کے عاشق بنے ہیں جو آل
ایک ہی پشت کے بعد فارس کے بادشاہ یزدگر کی نواسہ بنجاتی ہے، اس میں ضرور کوئی راز کی
بات جو غور کرنے سے سمجھ میں آجائیگی۔

اس پر مزید طرہ یہ کہ اقوام عالم کے علم الانساب میں کسی قبیلہ اور نسل کی کاسٹ
اور برانچ کا نام بادشاہ اور سردار نہیں ملے گا۔ آل علی کی کاسٹ کا قبیلائی نام شاہ اور سید مشہور
کر دیا گیا ہے، یہ دونوں لفظ "لقب" تو کہے جاسکتے ہیں لیکن قبیلائی نام نہیں کہے جاسکتے، اس
ساری صغری کبری سے نتیجہ یہ ثابت ہوا کہ قرآن کے اعلان کے مطابق جب جناب رسول
علیہ السلام کو آل نہیں دی گئی تو پھر اہل فارس نے اپنے ہی بلڈ کے خانوادوں کو آل رسول بنا کر
انکا قبیلائی نام شاہ اور سید تجویز کر کے، امت رسول سے، محبت اسلام اور محبت رسول کی
خراج وصول کرتے ہوئے ان کی پوجا کروار ہے ہیں یہ روایت ساز اہل فارس نے حقیقت میں
اپنی قوم اور نسل کی بلڈ والوں کی برتری قائم رکھنے اور دنیا والوں سے امت مسلمہ سے اپنی
پوجا کرانے کی چال چلی ہے۔ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ آل رسول کی کاسٹ شاہ اور
سید نہیں ہے بلکہ ہاشمی ہے، شاہ اور سید صرف تعظیمی لقب ہیں تو میں محترم معترض کی خدمت
میں عرض گذار ہوں کہ ان کی تاریخ کے مطابق پھر عباسی بھی تو ہاشم کی اولاد ہیں، پھر انہیں
تو آپ لوگ سید نہیں مانتے، اسکے بعد بھی اگر کوئی اعتراض کرے کہ سید صرف آل علی کو کہا

جائے گا، سارے آل ہاشم سید نہیں ہوسکتے تو ہم جوابا عرض کریں گے ان روایت سازوں کی
بنائی تاریخ میں ہے کہ جناب علی کی بی بی فاطمہ کے سواء دوسری نوعدد بیویاں تھیں جن سے
اسے صرف نرینہ اولاد نوعدد بیٹوں کی ہوئی ہے، تو جنابہ فاطمہ کے تین بیٹوں کے علاوہ جو
نوعدد بیٹے جناب علی کو اس کی دوسری بیویوں سے ہوئے ہیں انہیں بھی سید نہیں کہا جاتا بلکہ
انہیں علوی کہا جاتا ہے۔ پھر اگر کوئی کہے کہ سید صرف ان کو کہا جائے گا جو بطن فاطمہ سے
پیدا ہوئے ہوں تو ہم عرض کریں گے کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا ہوا ہے کہ اچھی معناؤں
والے نام رکھا کرو (11-49) تو لفظ فاطمہ کی ایک معنی امام یعقوب کلینی نے اپنی کتاب
الکافی میں لکھی ہے علم کو جدا کرنے والی لکھی ہے۔ جملہ انسان ذات کے لئے اللہ نے علم
ہدایت قرآن کو بنایا ہوا ہے تو پھر فاطمہ قرآنی علم کے ہوتے ہوئے کس علم کو کس علم سے
جدا کرنے والی ہے یہ بھی امام کلینی کی کتاب الکافی سے خبر ملتی ہے کہ مصحف فاطمہ بھی اہل
بیت کے پاس موجود تھا جو اب امام غائب کے علمی خزانوں میں ہوگا؟!!! اس نام کی دوسری
معنی ہے کہ جو بچوں کو دودھ نہ پلائے وہ اسطرح کہ اصول کافی میں ایک حدیث ہے کہ امام
رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہ علیھا السلام صدیقہ اور شہیدہ ہیں اور بنات الانبیاء کو حیض
نہیں آتا (ذکر مولد فاطمہ) اب کوئی بتائے کہ میڈیکل سائنس حیض نہ آنے سے اولاد کے
ہونے سے انکار کرتی ہے پھر آل آگے کسطرح چلی؟ اصول کافی والے نے کتاب میلاد ائمہ
کے باب مولد امام حسین میں امام جعفر کی حدیث لائی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے نہ اپنی
والدہ فاطمہ کا دودھ پیا نہ ہی کسی دوسری عورت کا، ان کو آنحضرت کے پاس لایا جاتا تھا آپ
انکو اپنا انگوٹھا انکے منہ میں دے دیتے تھے امام صاحب اس سے اتنی غذا حاصل کر لیتے تھے جو

دو تین دن کے لئے کافی ہو جاتی تھی اور علم کو جدا کرنے والا اور طمث یعنی ماہواری سے پاک بنایا۔

اب غور کیا جائے کہ اللہ کی طرف سے ملا ہوا علم تو قرآن ہے پھر اصول کافی کی مولد فاطمہ والی حدیث میں فاطمہ کو علم کو جدا کرنے والا بنایا تو قرآن کے علاوہ وہ کونسا علم ہے؟ (اس معنی کا حوالہ ہر کوئی شخص کتاب الکافی تصنیف امام یعقوب کلینی کی کتاب میلاد ائمہ میں باب میلاد حسین اور میلاد فاطمہ وغیرہ میں پڑھ سکتا ہے) تو جناب رسول علیہ السلام اپنی دختر نیک اختر کا اسم گرامی قرآن جیسے علمی کتاب کے ہوتے ہوئے علم کو جدا کرنے کی معنی والا نام کیوں کر رکھیں گے جو حکم قرآن کے خلاف ہو؟!! نیز قرآن حکیم کا جب حکم ہے کہ: ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللهِ (5-33) یعنی لوگوں کو انکے باپوں کے نسلی نام سے پکارا کرو تو فاطمی کہلانا بھی تو خلاف قرآن ہوا۔

جناب قارئین! آپ نے تاریخ کے نام سے جو جنگ خیبر کا قصہ سنا ہوا ہے جس واقعہ کے سارے تفاصیل کا مأخذ اور اصل علم حدیث کی کتاب بخاری کی روایات ہیں، تو اس جنگ کے علاوہ اور لڑایوں کا ذکر علی اور عائشہ کے درمیان جمل نامی جنگ سے ہے، یا تیسرے خلیفہ کے قتل کے بعد چوتھے نمبر پر خلیفہ بننے کی جنگ صفین نامی سے ہے، یہ لڑائیاں بھی علم حدیث کی ایجاد کردہ ہیں جبکہ قرآن حکیم اصحاب رسول کے آپس میں لڑنے اور جنگ کرنے کا انکار کرتا ہے (29-48) تو اس حوالہ قرآنی سے بعد کی جنگیں بھی خلاف قرآن، علم حدیث کا کرشمہ ہی ہوئیں۔ جس طرح جنگ خیبر کے لگنے کا قرآن حکیم نے کھل کر انکار کیا ہے (6-59) مجھ سے کسی نے میرے اس انکشاف پر سوال کیا کہ آخر قرآن حکیم کے علم اور جماعت اصحاب رسول پر اتنے الزامات لگانے کی مخالفوں کو کیا ضرورت پڑی، انہیں اس سے

کیا فائدہ؟ میں اس سوال کا جواب اس مضمون میں دہرانا ضروری سمجھتا ہوں وہ جواب یہ ہے کہ جیسے قرآن حکیم نے فرمایا کہ: هَـٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ (19-22) یعنی یہ جو دو خصم ایک لٹیرا دوسرا لوٹا جانے والا، انکی جنگ معاشی نظریہ پر ہے یہ ظالم اور مظلوم دو فریق جو لڑ رہے ہیں، انکی جنگ کا پسمنظر نظام معیشت اور قرآن کے بتائے ہوئے نظام ربوبیت سے تعلق رکھتا ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ لٹیرے اور غاصب لوگ ہر قیمت پر معاشیات سے متعلق مساوی تقسیم کا نظریہ رکھنے والے علم قرآن (10-41) اور اسے قائم اور نافذ کرنے والی پارٹی کے خلاف ہر قسم کی الزام تراشی اور بہتان بازی کو جائز بلکہ ضروری قرار دیتے ہیں، لیکن اس سے بھی بڑھکر جنگ اور لڑایوں کی حد تک بھی ان سے ٹکر کھاتے ہیں، انکے خلاف کرایہ کے بکائو مال دانشوروں اور لکھاریوں سے انقلابیوں کے خلاف جھوٹی تاریخیں لکھواتے ہیں، بوگس اور فرضی افسانہ قسم کی داستانیں لکھوا کر انہیں بدنام کرنے کے لئے تاریخ کا حصہ بنادیتے ہیں بلکہ بنا بھی چکے ہیں، سو دنیا کے غاصب لٹیروں استحصالیوں کی ہر دور میں اللہ کے انبیاء اور ان کے انقلابی ساتھیوں سے عداوت رہی ہے، غور کیا جائے کہ صدیوں سے سرمایہ داروں کے نذرانوں پر پالی ہوئی مذہبی پیشوائیت نے کتاب قرآن اور جماعت صحابہ کے خلاف انکی مابین جھوٹی مشاجرت اور اختلافات کی روایات کا علم ایجاد کیا ہوا ہے اور دین کے نام سے قائم کئے ہوئے مدارس عربیہ میں جو درس نظامی کے نام سے خلاف قرآن علوم پڑھا رہے ہیں اس میں سرمایہ داریت اور جاگیر داریت کی امامی روایات اور فقہیں قرآن کے معاشی نظام جس میں ذاتی ملکیت کی نفی کی ہوئی ہے (219-2) اس کا رد پڑھایا جاتا ہے۔ جبکہ جناب رسول کے انقلابی ساتھیوں کے لئے قرآن حکیم نے اعلان کیا ہوا ہے کہ یہ لوگ بڑے ہی پاکدامن ہیں، اللہ بھی ایسے پاک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ (108-9)

انکے خلاف وفات رسول سے پہلے اور بعد میں اختلافات اور آپس میں جھگڑوں اور خلافت کے لئے جانشینی کے مہاجر وانصار میں اختلافات کی من گھڑت روایات بنا کر وہ اولاد امت کو پڑھا رہے ہیں، جبکہ قرآن حکیم اصحاب رسول کے لئے اعلان کرتا ہے کہ یہ لوگ پاکدامن ہونے ساتھ ساتھ: رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (29-48) آپس میں شیر وشکر ہیں رحیم وکریم ہیں۔

محترم قارئین! درس نظامی کا پہلا مؤسس عباسی دور خلافت کا وزیر اعظم نظام الدین طوسی باطنی فرقہ کا اسماعیلی تھا، دوسرے نمبر کا مؤسس اورنگزیب کے دور کا نظام الدین سہالوی تھا جسکے تیار کردہ نصاب میں علم حدیث کی صحاح ستہ کو بڑا عرصہ بعد میں انگریز حکومت نے ہندوستان کے دینی مدارس میں جاری کرایا جو یہ ابتدا مدرسہ دارالعلوم دیوبند سے کی گئی، ورنہ اس سے پہلے درس نظامی کے نصاب میں صحاح ستہ نامی کتابیں نہیں تھیں۔ اس تفصیل کے لئے میری کتاب امامی علوم اور قرآن پڑھی جائے۔

زمانہ رسالت کے بعد والے علم تاریخ پر بھی قرآنی علوم کی روشنی میں تحقیق کی جاسکتی ہے

اللہ عزوجل نے سورت الرحمان میں انسانی تخلیق کے ذکر سے پہلے تعلیم قرآن کا ذکر فرمایا ہے، اس ترتیب پر غور کرنے کی بڑی ضرورت ہے، وہ یہ کہ عقل ظاہری تو بتارہی ہے کہ انسانی کمالات وغیرہ یہ سب اس وقت حاصل ہوسکتے ہیں جب پہلے تخلیق کے ذریعے کوئی شیٔ وجود میں آجائے، لیکن اس ترتیب کو اللہ پاک نے بدل کر پہلے تعلیم بعد میں تخلیق کا بیان فرما کر کے ایک بہت ہی اہم حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب انسان، جنس حیوان کا ایک نوع ہے اور حیوانی مخلوق کے انواع بے حساب ہیں جن کا مکمل احاطہ نہیں کیا جاسکتا، احاطہ بھی کوئی کیسے کرسکتا ہے؟ کیونکہ خالق کائنات بتارہے ہیں کہ: الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (1-35) یعنی اللہ اپنی تخلیقات میں مسلسل اضافہ فرماتے رہتے ہیں سو احاطہ تو جب ہو کہ سلسلہ تخلیق بند ہوجائے، نت نئی پیدا ہونے والی چیزوں کا احاطہ کیسے ہوسکتا ہے۔ جملہ انواع مخلوق میں سے اللہ کے شاہکار انواع میں سے انسانی تخلیق بھی ایک شاہکار نوع ہے، یہ بولنے والا حیوان تو ضرور ہے لیکن اسکے بولنے کی اضافی خاصیت کے ذکر کو اللہ نے اس آیت کریمہ (2-55) میں بجائے خالی نطق کے علمہ البیان سے متعارف فرمایا، یہ اسلئے کہ اس حیوان ناطق انسان کو صرف حیوان ناطق ہی بنکر نہیں رہنا، بلکہ اسے کائنات میں، عدل وانصاف کے تقاضوں کو قائم رکھنے کے لئے، ظالم لٹیروں کے دجل ومکر فریب کو اور استحصالی مقاصد کے لئے انکے بنائے ہوئے معاشی

فلسفوں کو باطل بھی ثابت کرنا ہے۔ اس بہت ہی اہم کام کے لئے کسی کا خالی ناطق ہونا کافی نہیں ہے۔ بلکہ استحصالی مافیائوں کے من گھڑت علوم کو رد کرنے کے لئے اسے قوت بیانی کی استعداد حاصل کرنی ہے۔ اس انسان کو صرف شخص نہیں بلکہ ایک شخصیت اور پرسنلٹی بننا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ پاک نے سورت الرحمان کے شروع میں ہی انسان کی تخلیق سے پہلے اسکے علمی ہتھیار اور سہارے، قرآن کی تعلیم کا ذکر فرمایا اور انسان کی امتیازی خصوصیت نطق کے ذکر کے بجاء فرمایا کہ یہ انسان عدل کے تقاضائوں کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ظالم لٹیروں کے کیمپ کے مخالف قرآن کرایہ کے دانشوروں کی زٹلیات اور من گھڑت علوم کی روایات کو اور ان سے بنائی ہوئی فقہوں اور تاریخ کے جھوٹے بنڈلوں کو رد کرنے کے لئے علمہ البیان اپنی قوت بیانیہ سے انہیں باطل ثابت کریگا، سو اس سورت الرحمان کی ان شروعاتی آیات کا خلاصہ اسطرح سمجھا جائے کہ اللہ کی بڑی نوازشیں اور مہربانیاں ہیں جس نے قرآن کی تعلیم دی جس سے انسان انسانیت کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے (17-70) اور اس مرتبہ سے وہ عدل وانصاف حق وسچ کا امین اور وکیل بن جاتا ہے۔ نیز ان آیات کریمہ میں اللہ عزوجل نے یہ بھی سمجھا دیا کہ الرحمان علم القرآن سے مقصد یہ ہے کہ تمہارا انصاب تعلیم۔ تمہاری تعلیم کا سلیبس قانون معاشرت اور معیشت صرف قرآن ہے۔ جس قرآن کی تعبیر اور تعلیم بھی صرف اور صرف الرحمان کی دی ہوئی ہو، کسی اور کی نہیں (3-7)۔

علم الروایات اور تاریخ، حاملین قرآن پر تبرا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔

امام بخاری نے اپنی کتاب کے اندر کتاب النکاح سے ایک حدیث روایت کی ہے جسکا نمبر 114 ہے، باب کا نام "من قال لانکاح الا بولی" ہے جسکا نمبر 66 ہے اس میں امام زہری کی حدیث عروہ ابن الزبیر سے عائشہ کی زبانی بیان کیا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں نکاح کرنا چار قسم کا تھا، ایک ایسا جیسے آجکل جس طرح کوئی شخص کسی شخص کو اسکی ولیہ یا اسکی بیٹی سے نکاح کرنے کا پیغام دیتا ہے پھر اسے نکاح کا مہر دیکر بیاہ لاتا ہے، دوسرا قسم نکاح کا جو کوئی شخص اپنی بیوی کو کہتا تھا کہ جب تو ماہواری سے پاک ہو جائے تو فلان شخص کے پاس جانا اور اس سے جماع کروا کر آنا، پھر جب اسکی بیوی کو اس سے حمل ہو جاتا تو، بچہ ظاہر ہونے تک اسکا شوہر اسکے قریب نہ جاتا تھا۔ تیسرا نکاح اس طرح ہوتا کہ کوئی عورت دس سے کم یعنی آٹھ نو آدمیوں سے صحبت کراتی رہتی تھی پھر ان سے جب اسے حمل ہو جاتا تھا اور آگے چل کر وضع حمل یعنی بچہ جننے کے کچھ دنوں بعد یہ عورت اس سے ان صحبت کرنے والوں کو بلاتی تھی کسی کی مجال نہ ہوتی کہ اسکے بلاوے پر آنے سے انکار کرے۔ پھر یہ عورت ان سب کو مخاطب ہو کر کہتی تھی کہ تم اپنے ساتھ میرے تعلق کو سب جانتے ہو اور مجھے یہ بچہ پیدا ہوا

ہے سوائے فلان! یہ بچہ تجھ سے ہوا ہے اب یہ تیرا ہے جو دل چاہے اسکا نام رکھ، پھر اس شخص کی کوئی مجال نہ ہوتی جو اس سے انکار کرے۔ چوتھے قسم کا نکاح یہ ہوتا تھا کہ کئی سارے لوگ عورت کے پاس آیا جایا کرتے تھے کسی کے آنے جانے پر بندش نہ ہوتی اس قسم کی عورتیں طوائف کہلاتی تھیں انکے گھروں کے دروازوں پر جھنڈے نصب ہوتے تھے، اس قسم کی عورت کو اگر حمل ہو کر بچہ پیدا ہوتا تو شہر کے کسی قیافہ شناس کو بلا کر بچہ کے چہرے اور شہر کے لوگوں کے چہروں میں سے کسی کے ساتھ مماثلت کی بنیاد پر اسی کے نطفے سے ہونے کی بنا پر اسے اسکا بیٹا قرار دیا جاتا تھا، یہ عمل اتنے تک جاری رہا جب تک جناب رسول علیہ السلام کو نبوت ملی، پھر ان چار قسم نکاحوں میں سے پہلا باقی رکھا اور بعد والے تین اقسام معطل اور کینسل کردئے گئے۔

محترم قائین! امام بخاری کی یہ حدیث مکمل من گھڑت اور جعلی ہے اس حدیث میں خصوصی طور پر زمانہ رسول کے اصحاب کرام کو انکے نسب پر گالی دی گئی ہے، ان کے نسل و نسب پر غلیظ تبرا کرنے والی یہ حدیث ہے۔ اس قسم کی اور بھی گالیاں علم حدیث میں دی گئی ہیں جن سے خود جناب خاتم الرسل نبی علیہ السلام بھی نہیں بچ سکے، اور یہ گالیں دینے والے مجوس جو امامت کا خول پہنکر اسلام پر آکر قابض ہوئے، خود انکے ہاں بہتر اور اعلیٰ نسب سے بننے والا کون ہو سکتا تھا؟ یہ تو انکی ہی لکھی ہوئی کتاب "ایران بعہد ساسان" کو کوئی پڑھ کر دیکھے پھر پتہ لگے گا کہ کالی بھینس کس طرح سفید گائے کو طعنہ دے رہی ہے کہ چلو چلو کالی دم والی!! جس میں ہے کہ اعلیٰ نسل کا آدمی وہ ہوتا تھا جو اگر کوئی شخص ماں بہن وغیرہ سے نکاح کرے پھر اس سے جو بچہ پیدا ہو وہ سب سے اعلیٰ وارفع قرار پاتا تھا۔

محترم قارئین! میں نے آپکی خدمت میں نہایت اختصار کے ساتھ دو باتیں عرض کی ہیں ایک یہ کہ قرآنی علوم کا معلم اول خود خداء ذوالجلال ہے (2-1-55) پھر دوسری بات یہ عرض کی کہ فارسی اماموں کے علم حدیث بنانے والے لوگ حاملین قرآن اصحاب رسول کو انکے نسب پر کس قسم کی تو غلیظ گالیاں دیتے ہیں۔ میں اپنی تحریروں میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ قرآن حکیم میں اللہ عزوجل نے جب اپنے رسول مقبول علیہ السلام کو پھر اسکی معرفت ساری امت والوں کو یہ تلقین کی ہوئی ہے کہ کوئی قوم کسی دوسری قوم کی مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ جسکی مذاق اڑائی جارہی ہے وہ لوگ ان سے زیادہ اچھے ہوں، پھر عورتیں بھی ایک دوسرے کی مذاق نہ اڑائیں۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ جنکی وہ مذاق اڑارہی ہیں وہ ان سے بہتر ہوں، اور آپ ایک دوسرے کے اوپر عیب لگانے والے نام نہ رکھو اور نا ہی ایسے لقب رکھو خصوصا اب اسلام کی تعلیمات کے بعد ایسے کرنا تو نہایت ہی برا ہوگا، اور جو کوئی شخص ایمان لانے اور اسلام لانے کے بعد بھی ایسا کریگا تو اللہ کے ہاں اسکا شمار ظالموں میں سے ہوگا۔ (11-49) ہمیں یقین ہے کہ قرآن حکیم کی اس تعلیم اور تلقین کے بعد جناب رسول اللہ اور اسکے شاگرد ساتھیوں نے قرآن پر عمل کرتے ہوئے اسپر مکمل عمل کیا ہے اور اسطرح کا یقین قرآن پر ایمان لانے والے جملہ امت والوں کا ہے۔ اسکے بعد کوئی بتائے کہ علم الحدیث ایجاد کرنے والوں کی روایات سے جناب رسول اللہ کے قریبی ساتھیوں اور انقلاب کے امینوں کے اوپر، انکے تعارف میں غلط معنائوں والے نام، گالیوں والے نام تبرائی ذہنیت کو تسکین دینے والے نام رکھے گئے ہیں، اس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ تبرائی قسم کا خلاف قرآن علم الحدیث ایجاد کرنے والے لوگ سارے کے سارے دشمنان قرآن ہیں، دشمنان رسول ہیں، یہ سارے کے سارے لوگ دشمنان اسلام ہیں، یہ سارے کے سارے

لوگ دشمنان اصحاب رسول ہیں، اگر میری یہ دعویٰ غلط ہے تو کوئی جواب دے کہ کیا علم الحدیث بنانے والوں نے جناب رسول کے پہلے جاء نشین کا نام ابو بکر بمعنی کنواری لڑکی کا باپ نہیں رکھا، اس نام میں گالی کے مفہوم کی تلمیح ہے۔ دوسرے جاء نشین عمر کا لقب فاروق نہیں رکھا گیا؟ اس لقب کی معنی میں بزدلی کے مفہوم کی تلمیح ہے (56-9) تیسرے جاء نشین ساتھی کا نام عثمان یعنی سانپ کا بچہ نہیں رکھا گیا؟ چوتھے جاء نشین کا نام معاویہ یعنی بھونکنے والا نہیں رکھا گیا؟ کیا جناب رسول علیہ السلام کے دادا کا نام عبد المطلب لام کے زیر کے ساتھ یعنی بھکاری اور منگتے کا بندہ نہیں رکھا گیا؟ اگر کوئی کہے کہ یہ نام المطلب میں لام کے زبر کے ساتھ ہے تو پھر یہ المطلب کوئی اللہ کے ناموں میں سے بھی ایسا نام تو نہیں ہے۔ اور جناب رسول علیہ السلام کے چچا کا نام عباس یعنی گندے چہرے والا نہیں رکھا گیا؟ اور ان حدیثوں کے مطابق جناب رسول علیہ السلام کے امور خارجہ کے سیکریٹری وصحابی کا نام دحیہ کلبی یعنی میدانی کتا نام نہیں رکھا گیا؟!!! مزید کہ ان حدیثوں کے مطابق جناب رسول علیہ السلام کے سنڈھو اور خلیفہ اول کے داماد کا نام زبیر بن العوام نہیں رکھا گیا؟ جسکی معنی ہوتی ہے "عوام کے سارے لوگوں کا بیٹا"۔ غور کیا جائے کہ اس میں اس کی ماں پر کتنی تو غلیظ گالی دی گئی ہے۔
کیا جناب رسول علیہ السلام کی پہلی زوجہ محترمہ کا نام خدیجہ بمعنی اونٹنی کا وہ بچہ جو کچی حالت میں وقت سے پہلے گر جائے نہیں رکھا گیا؟ بتایا جائے کہ جب علم الحدیث نے اصحاب رسول کو بے نام تو کیا ہی سہی لیکن ساتھ ساتھ بری معناؤں کے انکو گالیوں والے ناموں سے بدنام بھی کیا معاذ اللہ!!! ایسا علم کس طرح قرآن کی تفسیر کر سکتا ہے، کوئی بتائے کہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ

وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (49-11) کا تفصیل اور تفسیر علم حدیث کی روشنی میں ایسا ہوتا ہے؟

اصحاب رسول کی توہین کرنے والے ان حدیث ساز اماموں کو میں کیا کہوں سواء اسکے کہ:

ہوئے مر کے تم جو رسوا، کیوں نہ ہوئے غرق دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا

جیسے کہ میرے اس مضمون کا اصل مقصد حدیثوں اور تاریخی روایات کا موازنہ علوم قرآن کی کسوٹی سے کرنا ہے، جس طرح قرآن حکیم کی اطلاع کے مطابق جنگ خیبر لگی ہی نہیں (59-6) اور وہ لڑائیں جن میں فریقین کے اندر اصحاب رسول ہوں، جیسے کہ جمل، صفین و کربلا، یہ بھی بحکم قرآن جنگیں لگی ہی نہیں (48-29) اگر کوئی بضد ہو کہ یہ لڑائیں ضرور لگی ہیں تو پھر ایسی دعوی سے قرآن جھوٹا اور غلط ہو جائے گا، سو قرآن سچا ہے۔ اوپر کے قصے کہانیاں اور واقعات والزامات یہ سب جھوٹے ہیں۔

جناب رسول کے تین خلفاء کی طبعی موت ہوئی ہے قتل نہیں ہوئے۔

جناب قارئین! علم تاریخ، علم الاحادیث والروایات سے بنایا گیا ہے علم روایات کے مطابق دوسرا اور چوتھا خلیفہ مسجد میں دوران نماز شہید کئے گئے ہیں جبکہ شروع اسلام میں یہ آتش پرست مجوسیوں سے نقل کردہ مروج نماز نہیں تھی اور صلوۃ کی معنی قرآن کے بتائے ہوئے نظام کی پیروی کرنا تھی اور اب تک یہ ہی معنی ہے، کوئی قرآنی لغت کی اس معنی کو مانے یا نہ مانے (31-32-75) اور مسجد کی معنی حکومتی آفیسیں تھی اور اب تک ہے کوئی مانے یا نہ مانے (31-7)۔ اس علم کی جو اطلاع ہے کہ جناب رسول علیہ السلام کے دوسرے، تیسرے چوتھے جانشین جو قاتلوں کے ہاتھوں شہید کئے گئے ہیں ایسی روایات اور تاریخ کو قرآن حکیم نے جو اصحاب رسول کی شان بتائی ہے وہ قبول نہیں کرتا قرآن کا اعلان ہے کہ: مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (29-48) یعنی پیغمبر علیہ السلام کے ساتھی، کافروں پر انقلاب دشمنوں پر نہایت سختی کرنے والے تھے، اب ہر کوئی شخص قرآن حکیم کے اصحاب رسول کے بارے میں اس ریمارک کو غور کرنے کے بعد ان تینوں ہستیوں کی طرف سے اپنے قاتلوں کے لئے نرمی کی روایات کو پڑھے، وہ نرمی بھی ایسی جو تیسرا جانشین حملہ آوروں کی طرف سے انکے گھر کی دیوار، عالم پناہ کو پھلانگ کر انکے

گھر میں گھس آنے کے باوجود تاریخ لکھنے والے اسے تلاوت قرآن میں مصروف دکھاتے ہیں۔ یعنی دشمنوں کے حملہ کے خلاف پیشگی کے طور پر کچھ بھی دفاعی انتظام نہیں کیا۔ اس زمانہ کے لحاظ سے جو اسلامی مملکت حجاز فارس روم وافریقا پر محیط ہو چکی تھی یہ اس زمانہ کی بگ پاور عالمی طاقت تھی جسکے فرمانروا کو دیکھو کہ علم حدیث بنانے والوں نے اسے کس طرح تو دفائی اور انتظامی امور سے مکمل لاتعلق کر کے پیش کیا ہے۔ چوتھے خلیفہ کو ان کی روایات کے مطابق خنجر کے زخم کی شدت اور خشکی کی وجہ سے حاضرین شربت پیش کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ یہ شربت پہلے میرے قاتل کو پلایا جائے اسے بھی خشکی لگی ہوگی۔ روایات اور تاریخ بنانے والے لوگ لکھتے ہیں کہ خلیفہ دوم اپنی شہادت سے دوچار دن پہلے اپنے بننے والے قاتل سے ملا تھا وہ لوہار کا کام کرتا تھا اسے کسی چرخی یا کمان وغیرہ بنا کر دینے کی فرمائش کی تو جواب میں اسنے کہا کہ ایسی چیز بنا کر دونگا جو دنیا بھر میں اسے شہرت ملے گی تو عمر نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو کہا کہ دیکھو یہ مجھے قتل کی دھمکی دے رہا ہے۔ ساتھیوں نے کہا کہ ہم اسکو ابھی ختم کر دیں؟ تو عمر نے ان کو روکا، پھر جب ان روایات کے مطابق عمر پر قاتل نے دوران نماز جسکے لئے اسلام میں مساجد میں جماعت کے ساتھ جا کر پڑھنے کا حکم قرآن نے کہیں بھی نہیں دیا۔ مجوسیوں آتش پرستوں کے حکیم مانی والی ایجاد کردہ نماز میں قاتل نے عمر کو خنجر مارا، تو جناب خلیفہ دوم نے ساتھیوں سے سوال پوچھا کہ یہ مجھے مارنے والا کون ہے تو جواب دیا گیا کہ فیروز ابولولو پھر جواب میں عمر نے فرمایا کہ شکر ہے کہ مجھے مارنے والا کافر ہے کوئی مسلم نہیں ہے، میں ایسی روایات کے پیش نظر پوچھنا چاہتا ہوں کہ اللہ نے جو اصحاب رسول کے لئے فرمایا ہے کہ یہ لوگ اشداء علی الکفار یعنی کافروں پر بہت ہی سختی کرنے والے تھے تو کیا سختی ایسی ہوتی ہے؟ یقینا جناب رسول کے جملہ اصحاب قرآنی تعارف کی مکمل تصویر تھے،

لیکن علم حدیث بنانے والوں نے انکے نام تو تبرا والے جعلی رکھے ہیں لیکن اپنی حدیثوں میں انکی سیرت کو بھی خلاف تعارف قرآن داغدار کیا ہوا ہے، یہی حال بائیبل والوں کا ہے انہوں نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کو چند ٹکوں کے عوض اسکے قاتل دشمنوں کیلئے مخبری کرنے کا الزام لگا کر انکی کردار کشی والا تعارف کرایا ہے، سو جیسے کہ مسلم امت کا علم حدیث بھی یہود و نصاریٰ کے علوم سے ماخوذ ثابت ہوا۔

جناب قارئین! امید ہے کہ آپنے غور فرمایا ہوگا کہ اسلامی تاریخ کے نام سے بالخصوص زمانہ نزول قرآن میں جناب رسول علیہ السلام اور انکے ساتھیوں کی کردار کشی کی گئی ہے، یعنی انکی آپس میں جعلی اور من گھڑت رقابتوں اور جھگڑوں کا بڑے مقدار میں ذکر کیا گیا ہے۔ جناب رسول کے نام سے منسوب ان من گھڑت قصوں کہانیوں کو علم الحدیث کا نام دیکر کئی دفتر کالے کئے گئے ہیں۔ صدیوں سے اسلام مکمل طور پر لاوارث ہے، قرآن لاوارث ہے، مسلم امت کی مذہبی پیشوائیت رد قرآن والے علوم، عالمی طاقتوں یہود، ہنود، مجوس و نصاریٰ کی جانب سے تیار کرائے ہوئے تحریف شدہ بائیبل زند اویستا کی رام کہانیوں والے علوم کی طرح کے چربوں کو احادیث رسول اور امامی روایات کا نام دیکر بڑی شدت اور قوت سے ان علوم کو قرآن کی جگہ پر داخل نصاب رائج کئے ہوئے ہیں، ان بگڑے ہوئے علوم کا قارئین کو ہم اگر تعارف کرائیں تو وہ یہ ہوگا کہ ہر دور میں علم وحی کا جو اصول ملا ہے وہ ہے: وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (39-53) یعنی انسان کا مال میں اتنا حق ہے جتنا وہ کمائے۔ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ (10-41) یعنی دھرتی میں مقدر کردہ لوگوں کا قوت اور روزگار حاجتمندوں میں برابری کے بنیاد پر دینا ہوگا، اور قرآن نے فرمایا کہ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ

وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (13-49) یعنی تم میں سے کوئی برہمن اور اچھوت نہیں ہوگا، کوئی نسبی بنیادوں پر خود کو آل رسول کہلا کر اپنی نسلی برتری کی دعویٰ نہیں کریگا، ہر ایک کی کرامت اور فضیلت اسکی تقویٰ شعاری اور اعمال کے حساب سے ہوگی، اسلئے اللہ نے بھی اس حقیقت کو جانتے ہوئے اعلان فرمایا کہ: مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (40-33) یعنی محمد علیہ السلام تم میں سے کسی نرینہ اولاد کا ابا نہیں ہے، تو اس رمز کو قرآن دشمن عالمی سامراج نے اچک کر اپنی طرف سے آل رسول ابن رسول کے جعلی چکر چلائے، ان روایات کے علوم سے یہ بات ملی ہے کہ فلسفہ آل کا موجد خالق اور مؤسس اول عبداللہ بن سبا یہودی تھا جس نے اسلام کا چوغہ اوڑھ کر تیسرے خلیفہ کے زمانہ سے اپنے فلسفہ کی دعوت اور تبلیغ شروع کی جسکو اتنی تو شہرت ملی جو چوتھے خلیفہ ابوسفیان کے بیٹے نے اپنی خلافت کے ایامکاری میں باقائدہ سرکاری طور پر عدالتوں سے اس حکم کی منادی کرائی ہے کہ حکم قرآن (40-33) کے مطابق جناب رسول کو کوئی آل اور نرینہ اولاد نہیں ہے، اس خلیفہ کی جانب سے قرآنی فلسفہ کی حفاظت کے لئے جب ساری سلطنت میں منادییں کروائیں کہ آل تو بیٹوں، پوتوں سے ہوتی ہے ننھیال والوں کی آل نواسوں کی نسل سے نہیں قبول کی جائے گی، کیونکہ بیٹیاں جدا جدا خاندانوں میں دی جاتی ہیں سو مخالف طاقتوں نے طیش میں آکر اس خلیفہ کا اصل نام گم کر کے اسکا نام بھونکنے والا، معاویہ، قرار دیدیا۔ پھر جو آل جناب رسول کو بحکم قرآن (40-33) پیدا ہی نہیں ہوئی تھی روایات سازوں نے اس یوٹوپیائی آل کیلئے، جاء نشینان رسول اور وارثان قرآن جماعت صحابہ پر قاتل آل رسول ہونے کا ٹھپہ لگا دیا، اصحاب رسول تو مکمل قرآن پر ایمان رکھتے تھے، اور اللہ نے

خود انکے بارے میں جناب رسول کو فرمایا کہ: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ (6-52) یعنی اے رسول تیرے ساتھیوں نے آپکی اطاعت کے سارے حساب چکادئے ہیں، اب یہ آپکے ساتھیوں کی جماعت اتنے تو مرتبہ پر فائز ہوچکی ہے جو قیامت تک قرآن اور اسلام پر ایمان لانے والوں کے ایمان لانے کی کسوٹی، ایمان صحابہ ہوگی! اور یہ لوگ انکو دی ہوئی مشن میں انقلاب دشمن کافروں پر تو سخت ہونگے لیکن آپس میں یہ رحیم وکریم ہونگے۔(29-48) پوری دنیا کے لوگ سن لیں کہ میں نے انکے لئے مہاجرو انصار تو بڑی بات ہیں لیکن جو شخص بھی انکا حسن کارانہ طریق پر تابعداری کرنیولا بھی ہوگا تو ان سب کے لئے باغات جنت تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی، دنیاوالو! سن لو! اصحاب رسول کا مقام ہی فوز عظیم ہے(100-9) اگر جناب رسول کو آل ہوتی تو اتنے بڑے مرتبہ پر فائز جماعت کس طرح قاتل آل رسول ہوسکتی ہے؟ یا بالفرض اگر اصحاب رسول قاتلین آل رسول ہوئے جو آل تھی بھی نہیں، جسکی وجہ سے انپر تبرائیں کی جارہی ہیں، تو پھر اللہ نے ان جملہ اصحاب رسول کو جنت کا حقدار کیونکر قرار دیا؟۔ اصحاب رسول کے دشمن لوگ اس آیت (100-9) کے جواب میں کہتے ہیں کہ زمانہ نزول قرآن میں اصحاب رسول کے اعمال صحیح تھے اسلئے قرآن میں اللہ نے انکو جنت دینے کی بات کی ہے لیکن بعد از وفات رسول امام بخاری کی حدیثوں کے مطابق دین اسلام کو چھوڑ کر بدل گئے۔ انکے اس جواب سے تو اللہ پر الزام آتا ہے کہ اسنے اصحاب رسول کو غلطی سے جنت دی اور اللہ آئندہ کی باتیں نہیں جانتا، نیز یہ بھی انکے جواب سے ثابت ہوا کہ قرآن کے وعدے ابدی سچائی نہیں رکھتے۔

امیہ اور عباس حقیقی نام نہیں ہیں یہ تبرا کے مقصد سے ایجاد کئے ہوئے تھے

سن 132ھ میں بنوامیہ اور بنوعباس نامی جنگ یہ نام مغالطہ دینے کے لئے تجویز کیا گیا تھا اصل میں یہ جنگ قرآن کو اقتدار سے معزول کر کے علوم روایات کو اسکی جگہ اقتدار دلانے کی تھی۔

محترم قارئین! میں اس مضمون میں اسلام کے نام پر خلاف قرآن علوم، علم الحدیث علم الروایات پھر ان سے تیار کردہ علم نام نہاد اسلامی تاریخ پر آپکی خدمت میں کچھ اہم نوٹ نہایت اختصار کے ساتھ پیش کر رہاہوں، ویسے علم حدیث اور علم فقہ پر قدرے تفصیل کے ساتھ اپنی کتابوں "فتنہ انکار قرآن کب اور کیسے" دوم امامی علوم اور قرآن میں لا چکاہوں، یہاں تاریخ کے حوالہ سے اسلامی تاریخ نویسوں نے شروع زمانہ کی جو لڑائیں گنوائی ہیں ان میں جنگ خیبر، جمل، صفین، کربلا کے سلسلہ میں معروضات پیش کرچکا، اخیر میں جو جنگ، سال ایک سو بتیس ہجری میں بنوامیہ اور بنوعباس کے نام سے ایک دوسرے سے خلافت اور اقتدار چھیننے کے نام سے لکھی گئی ہے۔ اس کی بھی صحیح تصویر دکھانے میں تاریخ نویسوں نے جعلی روایتوں سے اسکا جعلی اور بوگس تعارف کرایاہے، جس کے صحیح اور اصل خدوخال تاریخ کا رکارڈ درست کرنے کے لئے میں پیش کرنا چاہتاہوں، اس ماجرا پر غور کرنے سے پہلے یہ حقیقت بحکم قرآن تسلیم کرنی ہوگی کہ جناب رسول علیہ السلام کے چچا کا

نام عباس ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ لفظ عبس کی معنی ہم ازروء لغت بتا کر آئے کہ اونٹ کا
پیشاب اور اسکی لید جب اسکے دم کو چٹ کر خشک ہو جائے تو اسکو عبس کہتے ہیں، سو جب
جناب رسول کو اللہ پاک نے حکم دیا کہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن
يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا
تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
(49-11) یعنی نہ کسی کے عیب اچھالو نہ کسی کو برے لقبوں سے ملقب کرو برے نام رکھنا
ایمان لانے کے بعد برا لگتا ہے۔ قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ ثابت کرتی ہے کہ جناب
رسول کی زندگی میں ایسے بری معنی کے نام والا وہ بھی خاندان نبوت کا ممبر ہو ہی نہیں سکتا،
اگر بفرض محال ہوتا بھی تو یقینا بحکم قرآن جناب رسول اسکا نام بدل کر کوئی اچھا نام رکھ
دیتے۔ اب یہ ثابت ہوا کہ جو مخالف انقلاب رسالت اور مخالف فلسفہ قرآن والی ٹیم ہے،
جس کا نام میں نے اپنی تحریروں میں اتحاد ثلاثہ یہود مجوس اور نصاری تجویز کیا ہوا ہے یہ
تحریفات علمی انکی تبرائی ذہنیت کی پیداوار ہے، یہ گالیوں کی معنائوں والے نام انکی ذہنی
گھڑاوتوں کی پیداوار ہے، سو بعینہ گالی والے نام عباس کی طرح ابوسفیان کی اولاد سے جو
اسلامی تاریخ کے اندر یکے بعد دیگرے اندازا تیرہ خلفاء ایک سو بتیس ہجری تک ہوئے ہیں
انکے بڑے دادا حرب کے والد کا نام جو امیہ مشہور کیا ہوا ہے پھر اسکی جملہ اولاد کو اموی اور بنو
امیہ لکھا جاتا رہا ہے یہ بھی تو معنوی طور پر گالی ہے، یعنی ماں والے!، اب بتایا جائے کہ کون
ماں والا نہیں ہوتا، اسطرح کسی کو، ماں والا کہنا یہ تو ایک طعنہ ہے کہ یہ بے پدرا ہے، ان
تبرائی علوم کے ایجاد کرنے والوں کی اصحاب رسول کو گالیاں دینے کا ثبوت امام بخاری کی
کتاب سے نکاح جاہلیہ کے عنوان کے حوالہ سے میں اسی مضمون میں ابھی دے

آیا ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ بنو امیہ اور بنو عباس نام یہ ایسے حدیث سازی اور روایات
سازی کے زمانہ میں بعد کے ایجاد کردہ ہیں یہ نام زمانہ خیر القروں کے نہیں ہیں، اور یہ قارئین
کو بطور ثبوت میں عرض کروں کہ جس شخص کو بطور جد اکبر امیہ مشہور کیا ہوا ہے اسکی وجہ
شہرت تو انکی لکھی ہوئی تاریخ میں کوئی خاص اہم نہیں ہے، وجہ شہرت تو اسکے مقابلہ میں
اسکے بیٹے حرب کی لکھی گئی ہے اسکی سوانح میں ایسی بات موجود بھی ہے وہ یہ کہ وہ جنگ
حرب الفجار کے کمانڈر رہے تھے اور عرب قبائل میں لڑائی ختم کرانے کا سہرا اسکے سر پر تھا، جو
اسنے قبائل کے مابین صلح کرانے کے لئے جو خون بہا کی رقمیں دینی تھیں وہ سب کی طرف
سے اپنے مال میں سے دی تھیں اور جرگہ کے بعد ادائگی تک اپنے بیٹے ابوسفیان کو رہن میں
رکھا تھا۔ رہا یہ سوال کہ 132 ہجری میں یہ سفیانی خاندان کے خلفاء کن کے ہاتھوں شکست
کھائے؟ عباسی لوگ کون تھے جو انہوں نے ان کو ہٹا کر انکی جگہہ 556 ہجری تک آکر وہ
خلافت پر براجمان ہوئے۔ اس سوال کا جواب کافی طویل ہوگا سارا اور پورا تفصیل عرض
کرنے کے بجاء مختصر اگذارشات پیش خدمت عرض کرتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ ان
روایت سازوں کی تاریخ کے مطابق خلیفہ دوم کی وفات کے فورا بعد خلیفہ سوم کے آتے ہی
عبداللہ بن سبا یہودی نے اسلامی لبادہ اوڑھ کر آل رسول کی تبلیغ شروع کی اور فضائل علی کے
ضمن میں مشہور کیا کہ علی جبلوں میں ہے، غاروں میں ہے، جب بادلوں کی رعد گرجتی ہے تو
وہ علی کی آواز ہوتی ہے، جب بادلوں کی بجلی چمکتی ہے، تو وہ علی کی مسکراہٹ ہوتی ہے، علی
گھوڑے کے ایک رکاب میں پاؤں ڈالکر جب تک دوسری طرف کے رکاب میں پاؤں
ڈالتا ہے تو اسی اثنا میں قرآن کا ختم پورا کر جاتا ہے، پھر جب چوتھے خلیفہ ابن ابی سفیان کا دور
خلافت آیا تو اسنے ان ہوائی طوائی روایات کا سرکاری طور پر رد کرنے کے علمی انتظامات

کئے جسکو اپنے موقف کی تائید میں مضبوط دلائل تھے وہ یہ کہ نبی کے جملہ رشتہ دار ہم سب زمین پر رہ رہے ہیں، آسمان اور بادلوں میں رہنے والا رسول کا کوئی چچا زاد علی نامی جو کہ ابن سبا یھودی کی ذہنیت کا ایجاد کردہ تھا ایسا نبی کا کوئی بھی بھائی وہاں نہیں گیا۔ اس طرح کے جوابی تردیدی انتظامات کو فلسفہ آل ایجاد کرنے والوں نے علم تاریخ میں علی کو گالیاں دینے سے منسوب اور مشہور کیا۔

جناب قارئین! ہمارے آپ کے سامنے تجربہ کی بات ہے کہ جب انگریزوں کے ایجاد کردہ و فرستادہ مرزا غلام احمد قادیانی کو دعوی نبوت کرنے پر مسلم امت کی مارکیٹ سے امت مل گئی تو ابن سبا کو بھی اپنی خرافاتی روایات کے ماننے والے مفتوحہ علاقوں سے روایت پرست اور حدیث پرست لوگ مل گئے، زندہ علی شیر خدا نے تو خبر نہیں آسمانوں میں بادلوں میں یا کن مقامات پر اور کن حالات میں مخالفین سے خود کو چھپائے رکھا، لیکن ان روایت سازوں نے اسکی وفات کے بعد بھی یہ مشہور کیا ہوا ہے کہ اسکی میت کے جسد کو اونٹ پر رکھا گیا جسے وہ نامعلوم بیابانوں کی طرف لے گیا اور ایسی روایات کا جواز یہ سنایا گیا کہ یہ دشمنان آل رسول خلفاء کے خوف سے یہ روایتیں بنائی گئی تھیں، تاکہ وہ حکمران ڈیڈ باڈی کی بے حرمتی نہ کریں، بے حرمتی کیا کرتے وہ تو کھولکر لوگوں کو دکھاتے کہ دیکھو قبر میں کہاں ہے علی، قبر تو خالی ہے اور یہ شخصیت خالی قبروں کی طرح تصوراتی ہے حقیقی نہیں ہے۔!! یہ تو ابن سبا کی گھڑی ہوئی تخیلاتی بادلوں میں رہنے والے شخصیت تھی جس کا زمین پر کوئی حقیقی وجود نہیں ہے!!! ان روایات بنانے والوں نے جو جناب علی کی بائیس عدد قبریں برصغیر اور افغانستان کی قبر مزار شریف اور سندھ بلوچستان کے سنگم جیئے شاہ نورانی والی قبر سمیت گنوائی ہیں، آخر کوئی تو بات ہوگی۔ پھر آگے چل کر ان ہی روایت سازوں نے لکھا ہے کہ نجف میں

موجودہ مزار علی پر روضہ والی گنبد اسکے دشمن عباسی خلیفہ ہارون رشید نے قبر کے دریافت ہونے پر بنوائی ہے روایات کی کرشمہ سازی کا داستان بڑا لمبا ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ کر دکھانے کے لئے سو جھوٹ مزید بنانے پڑتے ہیں۔ اہل مطالعہ جانتے ہونگے کہ آغا محمد سلطان مرزا دہلوی رٹائر سیشن جج نے اپنی کتاب سیرۃ فاطمۃ الزہرا علیھا السلام میں بحوالہ علامہ طبری کی کتاب دلائل النبوۃ میں محمد بن ہمام سے روایت نقل کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے حضرت فاطمہ کے جسد اطہر کو رات کو بقیع میں دفن کیا اور ان کی قبر کا نشان مٹا دیا جس رات کو آپ کو دفن کیا گیا اس رات کو چالیس اور قبریں بقیع میں بنائی گئیں۔ سو یہ علی اور فاطمہ کی کئی ساری قبریں بنانا بھی ثابت کرتا ہے کہ کوئی تو راز ہے جو چھپایا جارہا ہے!! بہرحال مجھے یہاں قارئین کو یہ حقیقت عرض کرنی ہے کہ تیسرے خلیفہ سے لیکر جو تحریک اثبات آل رسول چلی ہے وہ 132 ہجری تک ایک معتدبہ حمایتی لوگوں کی نفری بنا چکی تھی۔ قارئین لوگوں کے لئے اس تحریک امامت کو اخفا میں چلانے کے تفاصیل کتب تاریخ اور کتاب اصول کافی کے باب تقیہ میں بڑے بڑے ثبوت موجود ہیں، جو تخیلاتی آل رسول میں نبوت کا متبادل مقام امامت، جن کے ناموں سے منسوب کیا ہوا تھا، ان شخصیتوں کو عام پبلک سے مخفی رکھتے تھے انکے متعدد نام القاب اور کنیت کے پردوں میں رکھے ہوئے تھے۔ انہیں ائمہ مستورین کہہ کر پکارتے تھے، کوئی امام مکتوم کے نام سے مشہور کیا گیا یعنی چھپایا ہوا، پھر جو اگر کوئی سوال کرے کہ نبوت اور رسالت پر فائز شخصیت کو تو اللہ عزوجل کی جانب سے یہ منصب ملا ہوا تھا کہ: إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا (105-4) یعنی اللہ کا نبی من جانب اللہ وقت کا حکمران ہوا کرتا تھا، پھر امام لوگ جو منصب نبوت کے قائم مقام تھے، وہ تو لوگوں سے چھپتے

پھرتے تھے اور کسی کو اپنا اصلی نام بھی نہیں بتاتے تھے اور تعارف بھی نہیں کراتے تھے کہ کہیں کوئی قتل نہ کر دے۔ ویسے میں تاریخ کی یہ بات صحیح تسلیم کر سکتا ہوں کہ ائمہ کے ایام حیات میں انکی پوزیشن واقعی ایسی ہی تھی جو وہ مستور رہنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے تھے، اس لئے کہ اس زمانہ تک لوگ جانتے تھے کہ جناب رسول کو نواسوں سمیت کوئی آل نہیں ہوئی ہے ان مستورین کی دعوائیں غلط ہیں، رہا سوال کہ امامت جب نبوت کے مقام حکمرانی کی متحمل نہیں تھی تو پھر وہ امامت کیسی؟ اسکا جواب انہوں نے یہ بنایا کہ ائمہ کی حکومت باطنی تھی، اب آگے ان باطنیوں کو ائمہ مستورین کو، امام مکتوم کو انکی پیروکار تقیہ کے پردوں میں انڈر گرائونڈ تحریک والوں کے سامنے یہ ہدف تھا کہ ہم بھی کبھی نہ کبھی حکومت ظاہری حاصل کریں، تو اسکے لئے انکی تحریک کے داعیوں نے فضائل آل رسول کے چیپڑ کو اپنے داعیوں کے ذریعے عام کرنے کا ایک علمی حساب سے دوسرا موضوع بھی اپنی دعوت میں شامل کیا جو وہ بھی قرآن کے میرٹ والے قانون (2-124) کے خلاف تھا اور قانون قرآن کہ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (49-13) فضیلت کی وجہ آل نہیں ہے، بہر حال سوا سو سال سے زیادہ کا عرصہ آل ابوسفیان کے خلاف تخیلاتی آل رسول کے لئے اقتدار حاصل کرنے کے کشالے کاٹے گئے، نظریہ آل رسول کو کبھی ہاشمیت کا نام دیا گیا کبھی عباسیت کا نام دیا گیا کبھی علویت کا نام دیا گیا کبھی فاطمیت کا نام دیا گیا، یہ سب تکلفات اس لئے کرنے پڑے کہ اللہ نے اعلان کیا ہوا ہے کہ میرا محمد تم میں سے کسی نرینہ اولاد کا ابا نہیں ہے اسکے باوجود آل محمد اور آل رسول کی دعوائیں بھی کی جاتی رہیں، حتیٰ کہ قرآن نے جو انقلاب کو کامیاب رکھنے کے لئے حکم واقیمو الصلوۃ دیا ہے جسکی معنی ہے کہ قرآن کی صورت میں

آپکو جو قانون اور نظام دیا گیا ہے اسے قائم کرو تو تحریک آل پرست نے اس اصطلاح کو مجوسیت میں جو آگ کے سامنے نماز پڑھی جاتی تھی اسے اقیموا الصلوۃ کی معنی اور ترجمہ میں مشہور کر دیا اور اسمیں آل والا درود پڑھنا لازم کر دیا سو ایک سو بتیس ہجری تک جو جنگ تاریخ سازوں نے بنو امیہ اور بنو عباس کے نام سے مشہور کی ہوئی ہے، اصل میں یہ جنگ آل رسول کو ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے درمیان تھی، اس جنگ کو عباسی اور اموی کے نسلی نام دینے میں بھی محرفین علوم، روایت پرستوں نے بڑا فراڈ رکھا ہے وہ یہ کہ مسلم امت والے اس جنگ کو صرف نسلی سمجھیں، پھر اس نسلی برتریوں والے مذہب کو اصل دین قرار دیں، جو یہ آل کی چھتری تلے علم روایات کی روشنی میں نولمٹ جاگیرداریت اور سرمایہ داریت والا خلاف قرآن قانون لانے والے تھے اور اصول پرستی کے بجاء نسل پرستی میں ساری امت کو انہیں کھپانا تھا۔ پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ عباسی فاطمی علوی یہ آل پرست گروہ والے بھی آپس میں لڑے ہیں اور جدا جدا خطوں کے حکمران بھی بنے ہیں، جسکا تفصیل تمام زیاد ہے ان آل ساز اور آل پرستوں نے جو عوام میں اپنا نظریہ منوانے کے لئے دعوت اور داعیوں کو عوام میں بھیجنے کے جو حیلے کئے ہیں، انہیں سمجھنے کے لئے تحقیق اور ریسرچ کرنے والوں کو میں کتاب "تاریخ فاطمین مصر" پڑھنے کا مشورہ دونگا جو اسماعیلی اور آغاخانی اسکالر ڈاکٹر زاہد علی کی لکھی ہوئی ہے جسے میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی والوں نے شائع کرایا ہے۔ اس تحقیق کے ضمن میں یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ عباسیوں کی فتح کے بعد بغداد میں خواہ فاطمین مصر کی حکومت میں قرآن والی حکومت کو شکست ملی ہے۔ اور اس جنگ کے بعد امامی علوم کی فتح ہوئی ہے۔ یعنی 132 ہجری سے مجوسیوں نے یعنی عباسی، میمونی، فاطمی مختلف ناموں سے بغداد اور مصر و افریقہ میں حکمرانی کی ہے، تاریخ نویسوں نے جو یہ لکھا ہے کہ

عباسیوں نے اس جنگ میں امویوں کو بے دریغ قتل کیا ہے یہ بات تعبیر کا ہیر پھیر ہے، اصل میں امویوں عباسیوں کا یہ معرکہ نہیں تھا یہ قرآنی علوم اور امامی علوم والوں کی آپس کی جنگ تھی، جس میں خونریزی اندازا اتنی ہی بڑے پیمانے کی ہوئی ہوگی کم سے کم جتنی کہ تاریخ والوں نے لکھی ہے، ممکن ہے کہ اس سے بھی بڑھکر ہوئی ہو، لیکن یہ جنگ عباسی اور اموی ناموں والے نسلوں اور قبیلوں کی نہیں تھی، یہ قرآنی علوم اور امامی علوم والوں کی آپکی جنگ تھی، جو علوم علم الحدیث اور روایات کے نام سے آج تک مشہور ہیں، یہ انکی طرف سے قرآن کی جگہ انکے نفاذ کی جنگ تھی، ویسے امامی علوم والوں کو اپنے اوپر لیبل تو اسلام اور مسلمانی کا رکھنا ہی تھا جس سے خلاف قرآن جعلی نسل پرستی والے اسلام کو دنیا والوں سے قبول کروانے اور مراکز مکہ و مدینہ پر بھی قابض ہونے میں انہیں رکاوٹ نہ ہو، اس لئے انہوں نے قرآن کو اپنی درسگاہوں میں بن سمجھے پڑھنے کا رواج ڈالا اور اسے مردہ لوگوں کے ایصال ثواب تک نظر بند اور محدود رکھا اور جاری رکھا، بقیہ مسائل حیات کے لئے حکمرانی اور عدالتی قوانین کے لئے امامی علوم والی احادیث اور امامی فقہوں کو، قرآن سے چھینی ہوئی مسند اقتدار وعدالت دلائی گئی، آج بھی مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کی یونیورسٹیوں میں رد قرآن والے علوم روایات پڑھائے جاتے ہیں اور وہاں قرآن کا تفسیر بجاء فن تصریف آیات کے تفسیر بالروایات کا مکمل غلبہ ہے اور انکی عدالتوں میں بھی قوانین وہی خلاف قرآن روایات والے ہیں جنہیں نام اسلامی قانون کا دیا ہوا ہے، میرے ساتھ عزیز احمد صدیقی صاحب نے بیان کیا کہ محمود احمد عباسی صاحب میرے استاد تو ضرور تھے لیکن اسنے بھی شاید خود عباسی ہونے کی وجہ سے خلفاء عباسیوں پر ہلکا ہاتھ رکھا ورنہ عباسی لوگ بھی سبائی میمونی اور فاطمی رجیم کی طرح مکمل مجوسی وغیرہ تھے عزیز صاحب کہتے تھے کہ فاطمی تحریک کے بانی

عبید اللہ میمون القداح مجوسی تھا جس کا یہ اصل شجرہ عباسی خلفاء نے اپنے دور میں جاری کرایا تھا، جب اسکی قائم کردہ مصر و افریقہ کی فاطمی حکومت کا خاتمہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ہوا پھر آگے چل کر اس فاطمی تحریک کی باقیات حسن بن صباح یہودی کے ہاتھوں برگ وبار لائی جسکو اسماعیلی آغاخانی اپنا پیر مانتے ہیں آخری خلیفہ عباسی کا وزیر اعظم ابن علقمی مجوسی تھا جو اثنا عشری شیعت کے بہروپ میں سلطنت کے سیاہ وسفید کا مالک رہا جسنے اندرون خانہ ہلاکو سے سازباز کرکے اس سے سنی مارکہ عباسی شیعوں پر حملہ کرایا، اس سے پہلے خلافت عباسیہ کی سلطنت کو چار چاند لگانے والا ماہر سائنسدان نصیر الدین طوسی یہ بھی باطنی اسماعیلی فرقے کا شیعہ تھا، عباسی فرمانروائوں کو اس سے کوئی عار نہیں تھا، اسلئے کہ 132 ہجری کے معرکہ سے پہلے سے لیکر عباسی لوگ کالی پگڑی پہن کر آل رسول اور خاندان رسول کے ورثہ کے حصہ دار ہونے کے حوالوں سے خلافت میں قرابت کے نام سے خود کو مستحق خلافت شمار کراتے تھے، اس ماجرا کے حوالہ جات پڑھنے والوں کو کتاب تاریخ فاطمیین مصر سے ملجائیں گے، ویسے عباسیوں کا دلیل اپنے مستحق خلافت ہونے کا یہ تھا کہ جیسا علی بن ابی طالب رسول کا چچازاد بھائی تھا ایسے ہی ہمارا دادا عبد اللہ بن عباس بھی رسول اللہ کا چچازاد بھائی تھا، وہ بھی ہاشم کی اولاد ہم بھی ہاشم کی اولاد، پھر عباسی ہاشمیوں نے جب مؤرخین کے بقول امویوں کو شکست دی اور حکمران بن گئے تو انہوں نے خود کو اہل سنت نامی شیعی فرقہ سے متعارف کرایا، اس سے پہلے اہل سنت کی اصطلاح معروف نہیں تھی، اس فرقہ اہل سنت کے نام سے میری اس دعویٰ کا ثبوت مل جاتا ہے کہ عباسی لوگوں نے سفیانی اولاد کے خلفاء سے خاص اس لئے جنگ لڑی تھی کہ انکی حکومت میں اقتدار قرآن کو تھا پھر انکی شکست کے بعد فاتح عباسیوں نے جب ہی تو خود کو اہل سنت مشہور کیا، جس کی معنی آج تک یہ کی جاتی ہے کہ

قرآن کو سنت نبوی یعنی حدیث کے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا۔ انکی تاریخ بتاتی ہے کہ ابوسفیان کی اولاد اور مروانی خلفاء سے خلافت چھیننے میں علویوں اور عباسیوں کا آپس میں مکمل اشتراک رہا ہے، عباسیوں پر اس قرابت والے نظریہ کا ہی تو اثر ہے جو خلیفہ مامون رشید نے ابوسفیان کے فرزند، جس پر اسکے دشمنوں نے اسکا تبرائی نام (معاویہ) مشہور کیا تھا اسپر تبرا کرنے کا سرکاری آرڈر پاس کیا، جسے اسکی حکومت کے قاضی یحیٰ نے آکر رکوادیا، مامون نے تو ایک دوسرا آرڈر بھی سرکاری طور پر پاس کیا تھا کہ متعہ کو حلال اور جائز کیا جاتا ہے تو یہ آرڈر بھی اسکے قاضی القضاہ یحیٰ بن اکثم نے وہ معطل کرادیا۔ نہ صرف اتنا بلکہ خلیفہ مامون نے اپنی بیٹی امام علی رضا کو نکاح میں دینے کا بھی اعلان کیا تھا جو حالات کی ناموافقت کی وجہ سے اسپر عمل نہ ہوسکا، بہرحال یہ عباسی دور خلافت سے لیکر تاہنوز اپنے فرقہ کے مولویوں سے جمعہ کے خطبوں میں اپنے لئے یہ دعا کراتے رہے کہ اللھم اغفر للعباس وولدہ مغفرۃ ظاھرۃ لا تغادر ذنبا۔ اس دعا کے ساتھ نمازوں میں درود بر اٰل محمد کا نظریہ بھی رواں دواں ہے، یہ اور بات ہے کہ فرقہ جاتی برانچیں اور نام بہت سارے ہیں، بالخصوص خود کو مسلم کہلانے والوں کو یہ خوش فہمی ہے کہ ہم جناب خاتم الرسل کے امتی کہلانے اور دعوی اسلام کرنے سے مکمل مسلم ہیں یہ جو دوازدہ امامی، چہار امامی، شش امامی، یک امامی فقہوں کو اور روایتوں پر چلتے ہوئے اپنے لئے مسلم ہونے کے ہم دعویدار ہیں، ادھر جب سے قرآن کو ہم نے مسند اقتدار سے اتار کر وہاں امامی علوم کو حکمران بنایا ہوا ہے کبھی تم نے قرآن سے پوچھا بھی ہے کہ کیا ہم امامی علوم والے آپکے حکم اور فیصلہ کی روشنی میں خود کو مسلم کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ قرآن حکیم تو اعلان کرتا ہے جواب دیتا ہے کہ تمہارا دل و دماغ خراب ہے (2-10) اللہ تو ان لوگوں کو بھی کافر کہتا ہے جو کہتے ہیں کہ: إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللّهِ وَرُسُلِهِ

وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُواْ بَيْنَ اللّهِ وَرُسُلِهِ وَيقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُواْ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلاً (4-150) یعنی جو لوگ کچھ قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں، آیت کریمہ میں انکو بھی کافر کہا گیا، اب بتاؤ تم لوگ تو پورے قرآن کے منکر ہو، تم نے تو اپنے مذہبی دارالافتائوں میں ٹوٹل علم روایات اور امامی فقہوں کے انبار تیار کر رکھے ہیں جو سب خلاف قرآن ہیں، ان امامی علوم اور فتاوائوں میں شادی کے مسئلوں میں بلوغت کے مسئلہ میں بھی قرآن پر تمہاری تہمت ہے کہ اسکا ذکر قرآن میں نہیں ہے، سو تم امامی لوگ بعض قرآن تو کیا پورے قرآن کے انکاری ہو، قرآان نے تو عورت کے لئے شادی میں مہر کی مقدار سونے چاندی کا ڈھیر قرار دیا(4-20) تم نے تو جعفری فقہ میں کم سے کم پانچ سو درہم اور اہل سنت کے چہار امامی شیعوں والی فقہ میں کم سے کم دس درہم یعنی ڈھائی روپیہ مہر قرار دے کر قرآن کا منہ چڑایا ہے اور عورتوں کی توہین کی ہے بتاؤ اسلام اسے کہتے ہیں؟ اللہ جل وعلیٰ نے تو ان لوگون کو جنہوں نے کچھ قرآن پر ایمان لایا اور کچھ پر نہیں لایا انہیں بھی کہا کہ: ثُمَّ أَنتُمْ هَؤُلاء تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقاً مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن يَأتُوكُمْ أُسَارَى تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاء مَن يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنكُمْ إِلاَّ خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (2-85) یعنی کیا تم بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو، پھر تمہاری سزا اس کے علاوہ اور ہو ہی نہیں سکتی کہ دنیا میں تم ذلت کی زندگی گذارو اور آخرت میں تمہیں سخت عذاب کی طرف لوٹایا جائے، یاد رکھیں کہ، اللہ آپکے کرتوتوں سے ہرگز بھی بے خبر نہیں

ہے، مؤمن کی شان تو یہ ہے کہ وہ اپنے آخری پیغمبر کی کتاب تو کیا جملہ انبیاء کی جملہ کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں(3-119) پھر سوچو کہ تم لوگ قرآن والے مؤمن کیسے ہو سکتے ہو؟

محترم قارئین! خلیفہ سوم کے زمانہ میں یہود مجوس ونصاریٰ نے مل کر قرآن والے اسلام کی بیخ کنی کے لئے سورت احزاب میں اللہ کے اس اعلان اور اس سے ثابت ہونے والے حکم پر سوچا کہ اللہ کی جانب سے جناب محمد علیہ السلام کو کسی نرینہ اولاد کا ابا اس لئے نہیں بنایا جا رہا کہ سلسلہ نبوت کے خاتمہ کے بعد ہر کوئی شخص قرآن کو اپنا امام اور پیشوا سمجھے (46-12) کسی نئے نبی کے بہانے قرآن کے انقلابی افکار (ذاتی ملکیت کے انکار، غلام سازی پر بندش، بلوغت سے پہلے شادیوں پر بندش نسلی مت بھید کے خلاف میرٹ پر عہدوں کو دینا) ان سب کو کوئی انقلاب دشمن مافیا آکر منسوخ نہ بنائے، اسکے باجود انقلاب دشمنوں نے تخیلاتی علوم اہل بیت کی اصلیت کو دیواروں پر چاکنگ کرا کر لوگوں کی توجہ مسائل قرآن سے ہٹائی دی ہے، حقائق قرآن سے ہٹائی دی ہے، نیز کتاب قرآن کی جو امامت اللہ کے جانب سے ساری دنیاوالوں کے لئے مقرر فرمائی گئی(12-36) (12-46) وہ امامت اس سے چھین کر اس فرضی آل کی طرف منتقل کی گئی ہے جن کے خلاف قرآن علوم کا ڈنکا پیٹا جا رہا ہے۔

محترم قارئین! تاریخ نویسوں نے جس جنگ کو بنوامیہ اور بنوعباس کی جنگ کا فرضی نام دیا تھا اس جنگ میں خلافت کو قرابت کے استحقاق پر دلانے والوں نے قرآن کو تو اقتدار سے معزول کر دیا، لیکن قرآنی فکر سے پیدا ہونے والے انقلابی نظریاتی علم والوں کو بنوامیہ کا فرضی نام دیکر انہیں بے دریغ قتل کیا، اصل میں وہ مقتولین، قرآن کو حاکمیت دلانے کی فکر

پہلے قرآن کو ذہنوں میں آنے دو

اور نظریے والے لوگ تھے، جنہیں بعد از قتل نسلی نام بنوامیہ دیا گیا، لیکن ان مقتولین کی باقیات کی پوزیشن کچھ اس طرح تھی کہ:

دبی ہے آگ عشق مگر بجھی تو نہیں

وہ ذہن دھیرے دھیرے زخمیوں کے سے انداز میں چھپ چھپ کر زیر زمین تعبیرات قرآن کو تصریف آیات کے ہنر سے اپنی قلمی کاوشوں کے ذریعہ آنیوالی نسلوں کے لئے ورثہ قرآن کے طور پر عام کر رہے تھے، تو اس فاتح عباسی نامی خلافت کے قلمرو میں ان دنوں جو امامی علوم والے فاتح خلفاء لونڈیوں کی فوج ظفر موج کی جھرمٹ میں اقتدار کی حرم سرائوں میں اللے تللے مناتے رہتے تھے جنگی کی کیفیت کیا بیان کی جائے سندھ میں ایک نامور عالم دین جو کافی عرصہ سے مفتی تو بن گیا ہے لیکن سنا ہے کہ آجکل پیری مریدی کی خانقاہ پر بھی فائز ہے، وہ جناب مفتی، مولانا عبدالوہاب چاچڑ صاحب مدرسہ شرعیہ روہڑی کے مہتمم بھی ہیں ستر کے عشرہ میں سکھر شہر میں ایک رسالہ میں کام کرنے کے حوالہ سے ہم اکٹھے رہتے تھے، مشترک واقف کار لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہ مجھے آجکل کافر قرار دیتے ہیں، مولانا کے ساتھ ایک ساتھ رہنے کے دنوں کی بات ہے، رات کو سونے سے پہلے مولانا کا مطالعہ کرنے کا معمول تھا اچانک مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تو دلچسپ روئداد سنو! میں نے عرض کی کہ فرمائیں میں سن رہا ہوں، تو مولانا نے اسی مطالعہ والی کتاب سے پڑھتے ہوئے سنایا کہ ایک رات کو خلیفہ ہارون رشید عباسی آرام کرنے سے پہلے اپنی دو عدد لونڈیوں سے اپنی ٹانگیں دبوا رہا تھا، اس کی دونوں لونڈییں علم الحدیث کی ماہر اور قابل تھیں ایک لونڈی شہر کوفہ کے کسی امام الحدیث کی شاگرد تھی، دوسری لونڈی مدینہ طیبہ کے شہر کے شیخ الحدیث کی شاگرد تھی، خلیفہ کی ٹانگوں کو چانپی کرتے کرتے ایک نے اس کے شیر خان کو

کھڑا کر دیا، تو دوسری طرف والی لونڈی بڑی پھرتی سے چڑھکر اسپر سوار ہو گئی تو پہلی محنت کرنے والی لونڈی نے قابض لونڈی سے کہا کہ یہ حق میرا ہے تجھے ہٹ جانا چاہیے، پھر ثبوت کے طور پر مدینۃ المنورۃ کے استاد کی روایت اور سند سے حدیث پڑھکر سنائی کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے کہ جو شکار کو اٹھائے تو وہ شکار اسی کا ہے، پھر قابض لونڈی نے اسکے جواب میں اپنے کوفے والے استاد شیخ الحدیث کی سنائی ہوئی حدیث سند کے ساتھ پڑھکر بیان کی کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے جو شخص بھی شکار پر قبضہ کرلے تو شکار اسی کا ہے، آگے پھر یہ قصہ خلیفہ ہارون رشید نے اپنی دربار کے اہل علم کو دن کی مجلس میں سنایا اور اپنی لونڈیوں کے علم حدیث میں فائق و فاضل ہونے کی بڑی تعریف کی۔

جناب قارئین! میں نے گذارش کی تھی کہ جب امامی علوم اور اسکے علمبرداروں نے علم قرآن کے علمبرداروں کو شکست دی، قرآن کو اقتدار سے معزول کیا، تو شکست خوردہ گروہ کے دو حصے ہو گئے، ایک اپنے ہنر سے خطہ اسپین کے حصہ میں رہ کر اپنی قرآنی حکومت کو امامی علوم والوں کی زد میں آنے سے بچانے میں کامیاب ہوا اور وہاں انہوں نے کم و بیش 990 ہجری عرصہ سے زیادہ میعاد تک اپنی حکومت بڑے حیلوں سے قائم رکھی جبکہ امامی علوم والی عباسی حکومت 556 ہجری تک بھی مشکل سے چل سکی، مطلب کہ قرآنی افکار والے اپنی ڈگمگاتی حالت میں بھی عباسیوں سے ڈبل عرصہ سے بھی زائد عرصہ حکومت بڑھا گئے۔ میں نے گذارش کی کہ سن 132 ہجری میں قرآن والوں کو جو شکست ہوئی مفتوحین کے دو حصے ہو گئے ایک حصہ اسپین کے علائقہ پر اپنا قبضہ جما کر وہاں حکمران رہا، اہل مطالعہ تو جانتے ہیں کہ اندلس والے اپنے خطہ ارض پر امامی علوم کے حکمران عباسیوں اور فاطمیوں کے مقابلہ میں کتنی تو بڑی منزلت پر ان کے اوپر فائق اور فائز رہے ان اندلسیوں

اسپینش مسلم حکمرانوں کی فوز و فلاح کی وجہ صرف یہ تھی کہ انکے ملک میں قرآنی تعلیم تھی وہاں امامی علوم کے اثرات غلام سازی اور عورتوں کی بے حرمتی اور ہتک والی فقہیں نہیں تھیں، اندلس کے ترقی والے اوج کی تفاصیل والی کئی کتابیں مارکیٹ میں موجود ہیں میں انکے جملہ تفاصیل نہیں لاسکوں گا، مجھے اس مضمون کے اخیر میں صرف ایک مختصر گذارش عرض کرنی ہے کہ عباسیوں اور فاطمیوں کے مفتوحہ خطہ زمین میں قرآن دشمن امامی علوم کے علمبرداروں نے قرآن کی جگہ علم روایات کے بڑے بڑے علمی ادارے وجود میں لائے ہوئے تھے، قرآن فہمی کے تذکار و تفہیم کو انہوں نے پس دیوار زندان قید کرلیا تھا۔ انکی مملکت میں اہل دل اہل فکر و نظر اہل قرآن بہت ہی سراسیمگی کی حالت میں تعلیم قرآن کی تصریف آیات والی تذکیر و تعلیم کو کسمپرسی کی حالت میں امت کے لوگوں کو گویا کہ انڈر گرائونڈ پڑھاتے اور سکھاتے رہے، جس طرح آج کے دور میں ایران کے شہر قم میں جناب آیت اللہ ڈاکٹر محمد صادقی صاحب اپنے مدرسہ حوزہ علمی کے اندر سنگینوں کے سایہ تلے چھپ چھپ کر دین کا واحد مأخذ قرآن کو قرار دیکر اسکی روشنی میں دین کی تعلیم دیتے ہیں، سو بغداد میں عباسی حکومتوں کی سنگینوں کے سایہ تلے اہل قرآن لوگ بھی اپنی قلمی کاوشوں سے ایسی قرانی تعبیرات کو منصہ شہود پر لاتے رہے جن کے مقدار کا تعین اور اندازہ ہلاکو کے حملہ کے وقت جو یہ جنگ حقیقت میں خاص ان قرآنی افکار و تعلیم کے علمبرداروں کے خلاف لڑی گئی تھی دریاء دجلہ میں جو دریا برد کی گئیں تو کئی مہینوں تک دریا کا پانی کتابوں کی لکھائی والی سیاہی کی وجہ سے کالے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ اس سے قرآنی علوم کی مقدار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

محترم قارئین! خدارا آپ باطنیوں کی تاریخ کو کھنگھالیں انکی اس حد تک گہرائی جو وزارت عظمٰی کے عہدوں تک وہ ان مسلم نما مجوسیوں کے قائد اور سیاسی و مذہبی رہنما بنے ہوئے تھے، کیا کریں لوگ تاریخ کو سمجھنے میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے کیونکہ عام لوگ اہل سنت نامی فرقوں اور فقہوں کو دین اسلام کا ستون سمجھے ہوئے ہیں جبکہ خطرناک شیعے تو یہ چہار امامی لوگ بھی ہیں، کیونکہ شیعت اصل میں نام ہی اس ماجرا کا ہے کہ جو کوئی بھی اگر مرکزی رہنما اور امام قرآن کو چھوڑ کر کئی سارے دوسرے علوم اور صحیفوں کو پیشوا اور امام مانے گا تو وہ شیعہ ہے، جعفری اور اثنا عشری تو ستر میں رہکر مستور اور مکتوم بنکر تقیہ کی چھتریوں میں خلاف قرآن، علوم اہل بیت اور مصحف فاطمہ جیسے تخیلاتی کتابوں پر اپنی مشن چلا رہے ہیں، اس طرح سے سنی مارکہ شیعوں اور جعفری شیعوں کا اصل مشن ترک قرآن والا تو ایک ہی ہے۔ لیکن اہل مطالعہ تو بخوبی جانتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ امام مالک، امام شافعی، امام ابن حنبل بجاء تقیہ کے کھل کر نفس زکیہ کی بغاوت کے حامی بنے تھے، یہ بحث بھی کوئی تاریخ کے سارے قصے بڑی چھانی میں ڈالکر چھانے گا تو کئی راز کھل جائیں گے، کوئی اگر اتنی محنت نہ کرے تو میرا ایک ہی دلیل اس موقف کو سمجھنے کیلئے کافی ہے کہ سارے اماموں کی ساری فقہیں جاکر پڑھو اور دیکھو کہ وہ دین کی تعلیم قرآن سے استنباط کر کے پڑھاتے ہیں یا شاتمین رسول تبرائی راویوں کی روایات سے اپنی فقہیں بناتے ہیں۔ اک نقطے وچ گل مکدی اے۔

جناب قارئین! اس اہلسنت نامی عباسی حکومت کے اندر مفتوح قرآنی فکر کے حاملین جو قرآنی علوم کی تعلیمات کتابوں کی شکل میں آنیوالی نسلوں کے لئے ایک ورثہ کی شکل میں تیار کئے ہوئے تھے، تو ملکی مشینری میں باطنی بیوروکریسی نے عیسائی طاقتوں سے مدد

مانگی، کہ آؤ اور حملہ کر کے قرانی علوم کی کتابوں کا بھی آپریشن کرو ساتھ ساتھ قرآنی افکار کے پیروکاروں کا بھی فزیکل آپریشن بھی کرو پھر کتابوں کے آپریشن کا ذکر تو میں کر آیا، لیکن ساتھ ساتھ بغداد کی قلمرو کے اندر رہنے والے قرآنی علوم کے علمبرداروں کے مقتولین جنگ کی تعداد تاریخ نے انیس لاکھ بتائی ہے تو یہ جنگ بھی حقیقت میں بظاہر تو عباسی حاکموں کی خلافت ختم کرنے کے لئے تاریخ والوں نے لکھی ہے لیکن اسکی زمینی حقیقت کتابوں کے دریابرد کرنے اور قرآنی علماء کے سروں کو تن سے جدا کر کے ان کے سروں کے مینار بنانا تھا، جن مقتولین کی تعداد انیس لاکھ بتائی گئی ہے۔ تو یہ ہلاکو کی جنگ بھی ایک طرح سے اصل میں قرآنی ورثہ والوں کے ساتھ شمار کی جائیگی۔ یہاں پر کوئی بھی شخص یہ سوال کر سکتا ہے کہ اگر اسپینش مسلم حکومت قرآنی فکر کے علمبرداروں کی تھی جنہیں تاریخ والوں نے اموی قبیلہ والوں کی حکومت کے نام سے لکھا ہے تو بالآخر اسکا خاتمہ ایک ہزار سال کے بعد ہی سہی بنو عباسی خلفاء کی حکومت سے ڈبل عرصہ حکمرانی کرنے کے بعد ہی سہی لیکن وہ ختم تو پھر بھی کی گئی۔ اگر قرآنی فکر اتنا طاقتور ہوتا تو اسے ختم ہونا نہیں چاہیئے تھا، سو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اسپین (اندلس) میں بھی بالآخر امام مالک زیدی شیعہ کے فقہی لوگوں کو ملک میں گھسنے کی سرنگیں مل گئی تھیں امام شافعی کے استاد امام مالک کو تو دنیا جانتی ہے کہ وہ متعہ کو تو جائز قرار دینے والا نیز وطی فی الدبر کا شوقین بھی تھا اور زیدی شیعہ ہونے کے ناطے نفس زکیہ کی بغاوت کا اتنا بڑا حامی تھا جو امام ابو حنیفہ سے بھی زیادہ، سو جب فقہ مالکی کے پیروکار اسپین میں آبسے تو انہوں نے بھی عباسی خلیفہ مستعصم کے وزیر اعظم ابن علقمی کی طرح اندر اندر سے عیسائی دنیا والوں کے ساتھ ملی بھگت کی اور انہیں یقین دلایا کہ آپنے حملہ کیا تو آپکی فوجوں کی مکمل رہنمائی ہم کریں گے، پھر دنیا نے دیکھا کہ عیسائی فاتحوں نے پوری اسپینی مملکت میں ایک بھی مسلم براہ نام بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ اگر کبھی بھی تاریخ اسلام پر

کوئی ملک یا یونیورسٹی یا کوئی انفرادی شخصیت تحقیق کرائے تو اس ماجرا پر بھی وہ تحقیق کرائیں کہ 132 ہجری کی جنگ جو امویوں اور عباسیوں کے نسلی ناموں سے مشہور کرائی گئی ہے جبکہ وہ حقیقت میں قرآن سے دینی قوانین اخذ کرنے یا علم الحدیث سے دینی قوانین اخذ کرنے کے بنیاد پر لڑی گئی تھی اور اس جنگ میں قرآن کے حامیوں کو شکست ہوئی پھر فاتح ٹیم نے ملک میں جو امامی علوم رائج کرائے تو جس امام کو انہوں نے اعظم کا لقب دیا اسکی کنیت ابو حنیفہ مشہور کی، جبکہ اسکی کوئی بیٹی حنیفہ کے نام سے نہیں تھی۔ پھر جب 196 ہجری میں مصر وافریقہ میں میمون القداح مجوسی نے فاطمی نام سے نسلی آل رسول والی حکومت قائم کی تو اسکا بھی جو فاطمی امامی علوم کا پیشوا امام مقرر کیا گیا اسکی کنیت بھی ابو حنیفہ مشہور کرائی گئی تھی، جبکہ اسکی بھی کوئی بیٹی حنیفہ کے نام سے نہیں تھی۔ اصل میں اس سے ان قرآن دشمن حکومتوں کا مقصد دنیا والوں کو یہ عندیہ دینا تھا کہ اللہ نے جو ابراہیم علیہ السلام کو دین حنیف عطا کیا تھا پھر آخری رسول کو حکم دیا کہ: وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (4-125) یعنی آپ محمد بھی ابراہیم کے دین حنیف کی تابعداری کریں تو وہی دین حنیف اب یہ امام ابو حنیفہ والا ہے۔

(یہاں تک مضامین کتاب کو ختم کرتے ہیں)

بقایا۔ ٹائٹل پیج نمبر 2

آیت نمبر 6 میں جنابت کی حالت میں اور گھر والیوں سے صحبت کی حالت میں دو الفاظ سے سمجھایا ہے کہ حتی ''تغتسلوا'' دوسرا ''فاطھروا'' ان دونوں لفظوں کی معنی بنتی ہے دھوڈالو۔ اور طہارت یعنی پاکائی تک کی صفائی کرو۔ اب ان الفاظ سے فقہ ساز اماموں نے بجاء مخصوص ملوث اعضاء کے سارے جسم کو دھونے کی معنی نکالی ہے، محترم قارئین! ان اماموں کا یہ حکم اگر صحیح ہے تو قرآن حکیم نے ان دونوں آیتوں میں جنبی حالت اور ہمبستری کی حالت والی غلاظت کو پاک کرنے اور دھونے والے حکم کے ساتھ پائخانہ کرنے کے بعد والی طہارت اور دھونے کا ذکر بھی ان ہی الفاظ سے ملا کر بیان کیا ہے جسکے لئے جدا الفاظ نہیں ہیں، تو فقہاء لوگوں نے پائخانہ کرنے کی صورت میں خالی مخرج کو پاک کرنے کا حکم دیا ہے اور جنبی حالت اور ہمبستری کی حالت کے لئے بجاء مخصوص ملوث اعضاء کے سارے جسم کو دھونے کا حکم دیا ہے جبکہ غلاظت سارے جسم کو تو نہیں لگی ہوتی۔ اور قرآن حکیم کا ان دونوں قسم کی غلاظتوں کو ایک ہی آیت میں اکٹھے ذکر فرماکر پھر ایک ہی قسم کے الفاظ یعنی دھونے اور پاک کرنے کے لئے فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ جنبی احتلام اور ہمبستری کی حالت میں سارے جسم کو دھونا نہیں ہے جس طرح کہ پائخانہ کرنے کے بعد صرف مخصوص جگہ کو پاک کیا جاتا ہے سارے جسم کو نہیں دھویا جاتا سو ان دونوں حالتوں کو ایک ساتھ بیان کرکے پھر انکی صفائی کا حکم بھی ایک جیسے الفاظ سے دیکر اللہ نے بذریعہ قرآن ہمیں یہ ثابت کرکے دکھایا کہ ایسا فقہ بنانے والے امام لوگ اسلام، قرآن اور مسلم امت کے کبھی بھی خیر خواہ نہیں ہیں۔

جب سے تو نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے

بار الٰہا

سنا ہے کل تیرے در پر ہجوم عاشقاں ہو گا
اجازت ہو تو آکر میں بھی شامل ان میں ہو جاؤں!

کئی احباب فون پر بتاتے ہیں کہ کمپیوٹر پر دور دور کے مختلف شہروں سے معلوم اور نامعلوم لوگ دینی لیکچر اور علمی سوال وجواب کی مجالس منعقد کرتے ہیں تو ہم بھی علمی استفادہ حاصل کرنے کیلئے ان میں شرکت کرتے ہیں۔ انکے لیکچر اور سوال جواب پر متعدد بار انکی بیان کردہ احادیث اور روایات خلاف قرآن ہونے پر اعتراض کئے ہیں تو جواب میں بجاء ان روایات کو قرآن سے موافق ثابت کرنے کے وہ لوگ ہمیں بری قسم کی گالیاں دیتے ہیں اور ساتھ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ہمیں پتہ لگ جائے کہ تم کہاں ہو تو ہم آپکے ہاں آکر آپکو قتل کردیں۔ ہم حیران ہیں کہ یہ کیا تک ہے جو علم کا جواب انکے پاس لاٹھی اور گولی ہے جس سے سوال کرنے والے کو قتل کرنا ہے، میں جواب میں فون کرنے والے احباب سے عرض کرتا ہوں کہ ان لوگوں کا سوالوں کے علمی جواب کے بجاء قتل کرنے کی دھمکیاں دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ لوگ پرانی اسلام دشمن امامی تحریک کا تسلسل ہیں جنکی نوکری یہ ہے کہ اللہ کی جانب سے مقرر کردہ تعلیم دین واسلام کے نصاب اور سلیبس قرآن کو (1-2-55) (3-7) -20) (114 انسانوں سے چھینا جائے عالمی قرآن دشمن کیپٹلسٹ بلاک کی جانب سے یہ روایات پرست اور امامی فرقوں کے پیروکار منظم طور پر مامور کئے ہوئے ہیں کہ اسلامی تعلیم کیلئے بطور ماخذ کے صرف روایات اور ان سے تیار کردہ امامی علوم کو نصاب دین بنایا جائے ان جملہ قرآن دشمن فرقوں کو عالمی اقتداری طاقتوں کی جانب سے مالی مدد اور حکومتی تحفظات حاصل ہیں، جبکہ انکے مقابلہ میں خالص قرآن کے پیروکاروں کو صرف اللہ کا سہارا ہے جن کے لئے فرمایا گیا ہے کہ: الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون (62-10) یعنی اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہو گا نہ ہی غم۔

اس دار ورسن کی محفل میں حق کہنے کا دستور نہیں
میں اس دستور کو بدلوں گا یہ راز بتانے آیا ہوں